

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِكَ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ
نَذِيرًا

جمال دُورِ قرآن نور جان ہر سلمان!

قرآن چاند اور کما ہمارا چاند قرآن!

قرآنی حقائق بیان کرتا ہوا اخلاص منہ ہی علمی اور بی غی رسالہ

الفرقان

Musood Ahmad 'Musood'

H. U.

QADIAN. (E. P.)

جلد ۳ نمبر ۱ جنوری ۱۹۵۳ء

پانچ روپے سالانہ چندہ
قیمتی پرچہ
ابوالعطاء حیات دہری
۲۲ آگسٹ ۱۹۵۳ء

سَيِّدُنا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

(بقلم السيد رضوان عبد الله الطالب بالجامعة الاحمدية)

العظماء كثيرون، عظيم تظهر عظمتهم في العلوم العربية وعظيم تعظمه الشيعة واخرون في
كلمة 'وغايه يذيع صيته التاليف والادب' كل هؤلاء عظماء في اعينها - فنقول ما اعظم
هذا الرجل انه اُتف كتاباً في الطب - وما اقوى ذلك لقد صارع شخصين بمفرده
صرعهما -

وهكذا نأخذ في عهد العظماء وسبب عظمتهم وهم كثيرون لا يحصى لهم عدد -
ووصف الله تعالى رسوله الكريم صلوات الله عليه وسلم في كتابه العزيز قائلاً وهو احكم
قائلين "ما كان محمداً اباً احدي من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين" وهذا
مؤلف جامع لتلك الصفات التي ذكرناها اولئك العظماء - وتلك الاوصاف باجموعها
وجد في الانبياء بدرجة قصوى - فيكونه صلى الله عليه وسلم "خاتم النبيين" وافضلهم
لزم ان يكون قد فاقهم في جميع تلك الصفات - فيمكن ان نقول انه صلى الله عليه وسلم
فضل الرسل لانه خاتم النبيين - وانه اشجع الشجعان لانه خاتم النبيين واحكم
الحكام لكونه خاتم النبيين وعلى هذا القياس فانظر كيف جمعت في لفظ خاتم النبيين
صفات العظماء والاقوياء وجميع المعاسن التي يجب ان تكون في حسن الاخلاق - و
كيف لا يكون هو افضلهم وهو الذي ارسل الى الناس كافة وهو الذي جعلت له الارض
مسجداً ليسجد فيها في كل بقعة من بقاع العالم كل مؤمن - وهو الذي اعطى القرآن المجيد
الذي هو معجزة الدهر والذي انزل ليستظل بظله جميع اهل المال في العالم - لقد اثبت لنا
لتاريخ كيف كان صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين في كل اعماله وافعاله التي لا يمكن ان
نحصىها في هذا المقام - ومن اراد التفصيل فعليه بالقرآن فان احسن وصفه صلى الله
عليه وسلم في السموات - والظاهر كظهور الشمس ان القرآن هو المعجزة الخالدة التي
ظهرت على يد محمد صلى الله عليه وسلم وهو نور به يضي الطريق لتابعيه ويهديهم الى سبيل الرشاد
تمت عليه صفات كل مرتبة
ختمت به نساء كل زمان

فہرست مضامین!

نمبر شمارہ	مضمون نگار	مضمون	نمبر شمارہ
۱	السید رضوان عبداللہ	سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین	۱
۲	ایڈیٹر	یا جوج و ما جوج	۲
۳	ایڈیٹر	{ قرآنی صداقتوں میں ایک عظیم الشان صداقت)	۳
۴	ایڈیٹر	{ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت	۴
۵	ایڈیٹر	{ ایک شیعہ صاحب کے سوالات کے جواب)	۵
۶	ایڈیٹر	شاہر موعود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع اور امتی ہے۔	۶
۷	ایڈیٹر	{ بہائیت اور احمدیت کے درمیان فرق سمجھنے کیلئے	۷
۸	ایڈیٹر	فیصلہ کن بیان)	۸
۹	ایڈیٹر	سوالات اور ان کے جواب	۹
۱۰	جناب شیخ عبدالقادر صاحب - لائپزید	حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی فلسطین سے ہجرت	۱۰
۱۱	جناب مولوی عبدالرحمن صاحب مہتمم ڈیرہ غازی خان	ایک مکتوب	۱۱
۱۲	ابوالعطاء جمال الدہری	تعلیم اللغۃ العربیۃ	۱۲
۱۳	ایڈیٹر	{ عربی زبان کے متعلق آسان اسباق)	۱۳
۱۴	جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ڈیو کیٹ لائپزید	تحقیق اُمّ الالسنہ	۱۴
۱۵	جناب سید زین العابدین علی اللہ شاہ صاحب	{ عربی زبان کے تمام بانوں کی مانی ہونیکا قطعی ثبوت)	۱۵
۱۶	ناظر دعوۃ و تبلیغ - رولہ	قرآن مجید کی وحی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے	۱۶
۱۷	جناب قاضی محمد یوسف صاحب	روحانی مشاہدات کا ایک نمونہ -	۱۷
۱۸	امیر محبت سائے احمدیہ صوبہ سرحد پشاور	میری آرزو (نظم)	۱۸

یا جُورِج و ما جُورِج

اشتراکیت اور استعماریت کی دو خطرناک تحریکیں (یعنی)

پھر اسی سورۃ میں یا جورج و ما جورج کے متعلق فرمایا:-

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ
وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا
وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ
عَرْضًا

کہ وہ آخری زمانہ میں کثرت سے پھیل جائیں گے اور ان کے ذریعہ سے شریعت بڑھ جائیگا تب اللہ تعالیٰ اپنے فرستادہ کے ذریعہ اقوام عالم کو جمع کرنے کے لئے اعلان فرمایا کہ اور یہ کافر اس وقت جہنم میں داخل ہوں گے۔

سورۃ الانبیاء میں یا جورج و ما جورج کے ذکر پر فرمایا:-
حَقًّا اِذَا فُتِحَتْ يَابُوجُوجُ وَمَا جُوجُوجُ
هُم مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَتَنَسَّلُونَ ۝ وَاَقْلَمَتْ
الْوَعْدُ الْحَقُّ قَادًا هِيَ شَاخِصَةٌ ابْصَارُ
الَّذِينَ كَفَرُوا يَا وَيْلَتَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ
مِّنْ هَذَا بَلَّغْنَا ظِلْمِيَّتَ ۝ (آیت ۹۶-۹۷)

کہ یا جورج و ما جورج کھل جائیں گے اور وہ ہر بلندی پر کودتے پھرینگے یعنی ہر جگہ غالب آجائیں گے تب اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ظاہر ہوگا اور اس وقت کافروں کی نظر کی کھلی کی کھلی رہ جائیگی اور

قرآن مجید کی آخری زمانہ کے متعلق پیشگوئیوں میں سے ایک انہم پیشگوئی یا جورج و ما جورج کے بار میں ہے۔ یا جورج اور جوج دو لفظ اپنے مادہ کے لحاظ سے ایچ سے ماخوذ ہیں۔ ایچ کے معنی اگ کے شعلہ کے ہیں۔ یا جورج اور جوج اپنے مادہ کے لحاظ سے اگ سے کام لینے والے دو تو ہیں ہیں۔ ان شر اور فساد کی وجہ سے ان کی ہلاکت بھی تباہ کن اگ کے ذریعہ سے ہونیوالی ہے اور ان کا انجام بھی جہنم کی آگ ہے۔

قرآن مجید نے سورۃ الکہف اور سورۃ الانبیاء میں یا جورج و ما جورج کا ذکر فرمایا ہے۔ ذوالقرنین موعود کے سلسلہ میں فرمایا: قَالُوا يَا اِنَّ الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاجُوجَ وَ مَا جُوجَ مَفْسِدُونَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ (آیت ۹۴) کہ لوگوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین! یا جورج و ما جورج نے زمین میں فساد برپا کر رکھا ہے کیا ہم آپ کیلئے کچھ رقم یا ٹیکس جمع کریں تاکہ آپ ہماری اور ان کے درمیان دیوار حاصل کر دیں

لے کاش! یا جورج و ما جورج آپ کی مضمون لکھتے ہیں تحقیق کا محتاج ہے۔
مکتبہ اہل بیت علیہ السلام مدنی مکتبہ اہل بیت علیہ السلام

وہ کہیں بگے کہ افسوس ہم تو اس سے غافل رہے بلکہ ہم مرامر ظالم تھے۔

قرآن مجید کے ان بیانات سے ظاہر ہے کہ:-

(۱) یاجوج و ماجوج دو مفسد گروہ ہیں (۲) آخری زمانہ میں انکی کثرت ہوگی (۳) قومیں ان کے فساد سے تنگ آجائیں گی

(۴) یاجوج و ماجوج کو آخری زمانہ میں اقتدار و شوکت حاصل ہوگی اور ان کی سلطنت زمین پر پھیل جائے گی۔ (۵) ذوالقرنین یا

موجودی یا جوج و ماجوج کے فتنہ کے استیصال کیلئے برپا ہوگا۔ (۶) اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو تباہ کر دے گا اور انکا انجام ختم ہوگا۔

قرآن مجید نے یاجوج و ماجوج کی صفات اور ان کے فتنہ کا ذکر فرمایا ہے مگر اس نے انکی نمایاں شناخت کی وجہ سے انکے

علاقے اور ان کے نام ذکر نہیں فرمائے۔ احادیث نبویہ میں بھی یاجوج و ماجوج کے فتنہ کا ذکر پایا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے مسیح موعود کی آمد کے سلسلہ میں فرمایا:-

ادعوا للہ الی عینی انی قد اخرجت عبداً لی لا یدان لاحد بقتا لهم فخر زعبادی الی

الطور ویبعث اللہ یاجوج و ماجوج و هم من کل حدیب ینسلون۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۴۳۴ مطبوعہ دہلی)

کہ اللہ تعالیٰ اسے موعود کو وحی کے ذریعہ مطلع کرے گا کہ میں نے

امام راغب اصفہانی اپنی لغت کی کتاب میں لکھتے ہیں: و یاجوج و ماجوج منہ شبہوا بالنار المضطرمۃ والمیاء

المتوجۃ لکثرة اضطرابهم کیا جوج و ماجوج کا اشتقاق ایچ النار ہے انہیں شعلہ زبوں آگ اور موجیں ماننے والے سمندر کی مشابہت دینی کیونکہ یہ قومیں کثرت و بکثرت کریں گی۔ (المغربانی غرائب القرآن)

ایسے انسان پیدا کئے ہیں جن کے ساتھ جنگ کر سکی کسی کو طاقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو کھڑا کرے گا اور وہ ہر طرف پر غالب آتے جائیں گے۔

احادیث میں یاجوج و ماجوج کے خروج کو شرط الساعۃ میں شمار کیا گیا ہے۔ امام تلامذہ القاری نے حدیث نبوی (الآیات بعد الملتئین کی شرح میں لکھا ہے کہ اسکے دو دو بار صوفی

ہجری کے بعد یاجوج و ماجوج کا خروج ہونا چاہیئے۔ (مقامہ شرح الملتئین) تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یافث بن نوح کے سات بیٹوں کے

نام یہ تھے۔ (۱) جمر (۲) ماجوج (۳) مادی (۴) یونان۔ (۵) توہل (۶) مسک (۷) تیراس۔ (۸) میدانش (۹) گویا یافث

بن نوح کے ایک بیٹے کا نام ماجوج ہے علامہ علی القاری نے بھی لکھا ہے

یاجوج و ماجوج هما قبیلتان من ولد یافث بن نوح علیہ السلام (مقامہ شرح مشکوۃ) علامہ ابن خلدون یاجوج و

ماجوج پر طویل بحث کے بعد میں لکھا ہے:-

”وجعلوا اهل الشمال کلہم سوا الذرہم من ولد یافث“ کہ اہل انساب کے نزدیک شمالی علاقوں کے سب یا اکثر لوگ یافث کی

اولاد ہیں۔ (مقدمہ ابن خلدون ص ۲۷ مطبوعہ مصر) بائبل میں یاجوج و ماجوج کے متعلق سند بنو نوح کے بیٹے یافث

(الف) نے آدمؑ کو یاجوج کے برخلاف نبوت کرا دیوں کہ خداوند نے ہوا و ہوا لوں کہتا ہے کہ دیکھ میں تیرا مخالف

ہوں۔ لے جوج اور اوس اور مسک اور توہل کے مشور میں تجھے پلٹ دوں گا۔“ (تحریر ص ۲۹)

(ب) اور میں ماجوج پر اور ان پر جو جزیروں میں پڑائی سے کوکت کرتے ہیں ایک آگ بھیجوں گا اور وہ جانیئے کہ میں خداوند ہوں۔“ (تحریر ص ۳۹)

سجہ اور جب ہزار برس (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد) پورے ہو چکیں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائیگا اور ان قوموں کو جو زمین کے چاروں طرف ہوں گی یعنی یا جوج و ما جوج کو گمراہ کر کے لڑائی کیلئے جمع کرنے کیلئے نکلیگا۔ ان کا شمار نمودر کی ریت کے برابر ہوگا اور وہ تمام زمین پر پھیلی جائیگی اور مقدسوں کی لشکرگاہ اور عزیز شہر کو چاروں طرف گھیر لے گی اور آسمان پر سے آگ نازل ہو کر انہیں کھا جائیگی۔ (مشافہہ یوحنا ۱۶: ۷) ان تین اقتباسات سے ظاہر ہے کہ:-

- (۱) یا جوج و ما جوج روس اور جرمنی میں بسنے والے انگریز ہیں۔
 - (۲) ان کے خلاف نبوت کیجا آئیگی اور ان کی تباہی کا اعلان ہوگا۔
 - (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہزار سال بعد ان گمراہ کن خروج شروع ہوگا۔
 - (۴) یہ زمین پر پھیلی جائیگی اور مقدسوں کی لشکرگاہ اور عزیز شہر یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو چاروں طرف سے گھیر لے گی۔
 - (۵) یا جوج و ما جوج کی تباہی آسمانی آگ کے ذریعہ سے ہوگی۔
- بائبل، قرآن مجید، احادیث نبویہ اور تاریخی حوالہ جات سے واضح ہو جاتا ہے کہ آخری زمانہ کا سب سے بڑا فتنہ یا جوج و ما جوج کا فتنہ ہے۔ یا جوج و ما جوج کا آخری زمانہ کا خروج ہی اس فتنہ کا سب سے بڑا سبب ہے۔ یا جوج و ما جوج کی تعیین بھی مندرجہ بالا حوالہ جات سے بخوبی ہو جاتی ہے۔ یہ روس اور انگریز ہیں جو اس آخری زمانہ میں آگ کے زور سے نیا پر حکومت کر رہے ہیں اور قوموں میں فتنہ کی آگ بھڑکا رہے ہیں۔ قرآن مجید، بائبل
- ملاحظہ ہو مکاشفہ ۱۱-۱۲ و ۱۳-۱۴، ۱۵-۱۶، ۱۷-۱۸، ۱۹-۲۰، ۲۱-۲۲، ۲۳-۲۴، ۲۵-۲۶، ۲۷-۲۸، ۲۹-۳۰، ۳۱-۳۲، ۳۳-۳۴، ۳۵-۳۶، ۳۷-۳۸، ۳۹-۴۰، ۴۱-۴۲، ۴۳-۴۴، ۴۵-۴۶، ۴۷-۴۸، ۴۹-۵۰، ۵۱-۵۲، ۵۳-۵۴، ۵۵-۵۶، ۵۷-۵۸، ۵۹-۶۰، ۶۱-۶۲، ۶۳-۶۴، ۶۵-۶۶، ۶۷-۶۸، ۶۹-۷۰، ۷۱-۷۲، ۷۳-۷۴، ۷۵-۷۶، ۷۷-۷۸، ۷۹-۸۰، ۸۱-۸۲، ۸۳-۸۴، ۸۵-۸۶، ۸۷-۸۸، ۸۹-۹۰، ۹۱-۹۲، ۹۳-۹۴، ۹۵-۹۶، ۹۷-۹۸، ۹۹-۱۰۰، ۱۰۱-۱۰۲، ۱۰۳-۱۰۴، ۱۰۵-۱۰۶، ۱۰۷-۱۰۸، ۱۰۹-۱۱۰، ۱۱۱-۱۱۲، ۱۱۳-۱۱۴، ۱۱۵-۱۱۶، ۱۱۷-۱۱۸، ۱۱۹-۱۲۰، ۱۲۱-۱۲۲، ۱۲۳-۱۲۴، ۱۲۵-۱۲۶، ۱۲۷-۱۲۸، ۱۲۹-۱۳۰، ۱۳۱-۱۳۲، ۱۳۳-۱۳۴، ۱۳۵-۱۳۶، ۱۳۷-۱۳۸، ۱۳۹-۱۴۰، ۱۴۱-۱۴۲، ۱۴۳-۱۴۴، ۱۴۵-۱۴۶، ۱۴۷-۱۴۸، ۱۴۹-۱۵۰، ۱۵۱-۱۵۲، ۱۵۳-۱۵۴، ۱۵۵-۱۵۶، ۱۵۷-۱۵۸، ۱۵۹-۱۶۰، ۱۶۱-۱۶۲، ۱۶۳-۱۶۴، ۱۶۵-۱۶۶، ۱۶۷-۱۶۸، ۱۶۹-۱۷۰، ۱۷۱-۱۷۲، ۱۷۳-۱۷۴، ۱۷۵-۱۷۶، ۱۷۷-۱۷۸، ۱۷۹-۱۸۰، ۱۸۱-۱۸۲، ۱۸۳-۱۸۴، ۱۸۵-۱۸۶، ۱۸۷-۱۸۸، ۱۸۹-۱۹۰، ۱۹۱-۱۹۲، ۱۹۳-۱۹۴، ۱۹۵-۱۹۶، ۱۹۷-۱۹۸، ۱۹۹-۲۰۰، ۲۰۱-۲۰۲، ۲۰۳-۲۰۴، ۲۰۵-۲۰۶، ۲۰۷-۲۰۸، ۲۰۹-۲۱۰، ۲۱۱-۲۱۲، ۲۱۳-۲۱۴، ۲۱۵-۲۱۶، ۲۱۷-۲۱۸، ۲۱۹-۲۲۰، ۲۲۱-۲۲۲، ۲۲۳-۲۲۴، ۲۲۵-۲۲۶، ۲۲۷-۲۲۸، ۲۲۹-۲۳۰، ۲۳۱-۲۳۲، ۲۳۳-۲۳۴، ۲۳۵-۲۳۶، ۲۳۷-۲۳۸، ۲۳۹-۲۴۰، ۲۴۱-۲۴۲، ۲۴۳-۲۴۴، ۲۴۵-۲۴۶، ۲۴۷-۲۴۸، ۲۴۹-۲۵۰، ۲۵۱-۲۵۲، ۲۵۳-۲۵۴، ۲۵۵-۲۵۶، ۲۵۷-۲۵۸، ۲۵۹-۲۶۰، ۲۶۱-۲۶۲، ۲۶۳-۲۶۴، ۲۶۵-۲۶۶، ۲۶۷-۲۶۸، ۲۶۹-۲۷۰، ۲۷۱-۲۷۲، ۲۷۳-۲۷۴، ۲۷۵-۲۷۶، ۲۷۷-۲۷۸، ۲۷۹-۲۸۰، ۲۸۱-۲۸۲، ۲۸۳-۲۸۴، ۲۸۵-۲۸۶، ۲۸۷-۲۸۸، ۲۸۹-۲۹۰، ۲۹۱-۲۹۲، ۲۹۳-۲۹۴، ۲۹۵-۲۹۶، ۲۹۷-۲۹۸، ۲۹۹-۳۰۰، ۳۰۱-۳۰۲، ۳۰۳-۳۰۴، ۳۰۵-۳۰۶، ۳۰۷-۳۰۸، ۳۰۹-۳۱۰، ۳۱۱-۳۱۲، ۳۱۳-۳۱۴، ۳۱۵-۳۱۶، ۳۱۷-۳۱۸، ۳۱۹-۳۲۰، ۳۲۱-۳۲۲، ۳۲۳-۳۲۴، ۳۲۵-۳۲۶، ۳۲۷-۳۲۸، ۳۲۹-۳۳۰، ۳۳۱-۳۳۲، ۳۳۳-۳۳۴، ۳۳۵-۳۳۶، ۳۳۷-۳۳۸، ۳۳۹-۳۴۰، ۳۴۱-۳۴۲، ۳۴۳-۳۴۴، ۳۴۵-۳۴۶، ۳۴۷-۳۴۸، ۳۴۹-۳۵۰، ۳۵۱-۳۵۲، ۳۵۳-۳۵۴، ۳۵۵-۳۵۶، ۳۵۷-۳۵۸، ۳۵۹-۳۶۰، ۳۶۱-۳۶۲، ۳۶۳-۳۶۴، ۳۶۵-۳۶۶، ۳۶۷-۳۶۸، ۳۶۹-۳۷۰، ۳۷۱-۳۷۲، ۳۷۳-۳۷۴، ۳۷۵-۳۷۶، ۳۷۷-۳۷۸، ۳۷۹-۳۸۰، ۳۸۱-۳۸۲، ۳۸۳-۳۸۴، ۳۸۵-۳۸۶، ۳۸۷-۳۸۸، ۳۸۹-۳۹۰، ۳۹۱-۳۹۲، ۳۹۳-۳۹۴، ۳۹۵-۳۹۶، ۳۹۷-۳۹۸، ۳۹۹-۴۰۰، ۴۰۱-۴۰۲، ۴۰۳-۴۰۴، ۴۰۵-۴۰۶، ۴۰۷-۴۰۸، ۴۰۹-۴۱۰، ۴۱۱-۴۱۲، ۴۱۳-۴۱۴، ۴۱۵-۴۱۶، ۴۱۷-۴۱۸، ۴۱۹-۴۲۰، ۴۲۱-۴۲۲، ۴۲۳-۴۲۴، ۴۲۵-۴۲۶، ۴۲۷-۴۲۸، ۴۲۹-۴۳۰، ۴۳۱-۴۳۲، ۴۳۳-۴۳۴، ۴۳۵-۴۳۶، ۴۳۷-۴۳۸، ۴۳۹-۴۴۰، ۴۴۱-۴۴۲، ۴۴۳-۴۴۴، ۴۴۵-۴۴۶، ۴۴۷-۴۴۸، ۴۴۹-۴۵۰، ۴۵۱-۴۵۲، ۴۵۳-۴۵۴، ۴۵۵-۴۵۶، ۴۵۷-۴۵۸، ۴۵۹-۴۶۰، ۴۶۱-۴۶۲، ۴۶۳-۴۶۴، ۴۶۵-۴۶۶، ۴۶۷-۴۶۸، ۴۶۹-۴۷۰، ۴۷۱-۴۷۲، ۴۷۳-۴۷۴، ۴۷۵-۴۷۶، ۴۷۷-۴۷۸، ۴۷۹-۴۸۰، ۴۸۱-۴۸۲، ۴۸۳-۴۸۴، ۴۸۵-۴۸۶، ۴۸۷-۴۸۸، ۴۸۹-۴۹۰، ۴۹۱-۴۹۲، ۴۹۳-۴۹۴، ۴۹۵-۴۹۶، ۴۹۷-۴۹۸، ۴۹۹-۵۰۰، ۵۰۱-۵۰۲، ۵۰۳-۵۰۴، ۵۰۵-۵۰۶، ۵۰۷-۵۰۸، ۵۰۹-۵۱۰، ۵۱۱-۵۱۲، ۵۱۳-۵۱۴، ۵۱۵-۵۱۶، ۵۱۷-۵۱۸، ۵۱۹-۵۲۰، ۵۲۱-۵۲۲، ۵۲۳-۵۲۴، ۵۲۵-۵۲۶، ۵۲۷-۵۲۸، ۵۲۹-۵۳۰، ۵۳۱-۵۳۲، ۵۳۳-۵۳۴، ۵۳۵-۵۳۶، ۵۳۷-۵۳۸، ۵۳۹-۵۴۰، ۵۴۱-۵۴۲، ۵۴۳-۵۴۴، ۵۴۵-۵۴۶، ۵۴۷-۵۴۸، ۵۴۹-۵۵۰، ۵۵۱-۵۵۲، ۵۵۳-۵۵۴، ۵۵۵-۵۵۶، ۵۵۷-۵۵۸، ۵۵۹-۵۶۰، ۵۶۱-۵۶۲، ۵۶۳-۵۶۴، ۵۶۵-۵۶۶، ۵۶۷-۵۶۸، ۵۶۹-۵۷۰، ۵۷۱-۵۷۲، ۵۷۳-۵۷۴، ۵۷۵-۵۷۶، ۵۷۷-۵۷۸، ۵۷۹-۵۸۰، ۵۸۱-۵۸۲، ۵۸۳-۵۸۴، ۵۸۵-۵۸۶، ۵۸۷-۵۸۸، ۵۸۹-۵۹۰، ۵۹۱-۵۹۲، ۵۹۳-۵۹۴، ۵۹۵-۵۹۶، ۵۹۷-۵۹۸، ۵۹۹-۶۰۰، ۶۰۱-۶۰۲، ۶۰۳-۶۰۴، ۶۰۵-۶۰۶، ۶۰۷-۶۰۸، ۶۰۹-۶۱۰، ۶۱۱-۶۱۲، ۶۱۳-۶۱۴، ۶۱۵-۶۱۶، ۶۱۷-۶۱۸، ۶۱۹-۶۲۰، ۶۲۱-۶۲۲، ۶۲۳-۶۲۴، ۶۲۵-۶۲۶، ۶۲۷-۶۲۸، ۶۲۹-۶۳۰، ۶۳۱-۶۳۲، ۶۳۳-۶۳۴، ۶۳۵-۶۳۶، ۶۳۷-۶۳۸، ۶۳۹-۶۴۰، ۶۴۱-۶۴۲، ۶۴۳-۶۴۴، ۶۴۵-۶۴۶، ۶۴۷-۶۴۸، ۶۴۹-۶۵۰، ۶۵۱-۶۵۲، ۶۵۳-۶۵۴، ۶۵۵-۶۵۶، ۶۵۷-۶۵۸، ۶۵۹-۶۶۰، ۶۶۱-۶۶۲، ۶۶۳-۶۶۴، ۶۶۵-۶۶۶، ۶۶۷-۶۶۸، ۶۶۹-۶۷۰، ۶۷۱-۶۷۲، ۶۷۳-۶۷۴، ۶۷۵-۶۷۶، ۶۷۷-۶۷۸، ۶۷۹-۶۸۰، ۶۸۱-۶۸۲، ۶۸۳-۶۸۴، ۶۸۵-۶۸۶، ۶۸۷-۶۸۸، ۶۸۹-۶۹۰، ۶۹۱-۶۹۲، ۶۹۳-۶۹۴، ۶۹۵-۶۹۶، ۶۹۷-۶۹۸، ۶۹۹-۷۰۰، ۷۰۱-۷۰۲، ۷۰۳-۷۰۴، ۷۰۵-۷۰۶، ۷۰۷-۷۰۸، ۷۰۹-۷۱۰، ۷۱۱-۷۱۲، ۷۱۳-۷۱۴، ۷۱۵-۷۱۶، ۷۱۷-۷۱۸، ۷۱۹-۷۲۰، ۷۲۱-۷۲۲، ۷۲۳-۷۲۴، ۷۲۵-۷۲۶، ۷۲۷-۷۲۸، ۷۲۹-۷۳۰، ۷۳۱-۷۳۲، ۷۳۳-۷۳۴، ۷۳۵-۷۳۶، ۷۳۷-۷۳۸، ۷۳۹-۷۴۰، ۷۴۱-۷۴۲، ۷۴۳-۷۴۴، ۷۴۵-۷۴۶، ۷۴۷-۷۴۸، ۷۴۹-۷۵۰، ۷۵۱-۷۵۲، ۷۵۳-۷۵۴، ۷۵۵-۷۵۶، ۷۵۷-۷۵۸، ۷۵۹-۷۶۰، ۷۶۱-۷۶۲، ۷۶۳-۷۶۴، ۷۶۵-۷۶۶، ۷۶۷-۷۶۸، ۷۶۹-۷۷۰، ۷۷۱-۷۷۲، ۷۷۳-۷۷۴، ۷۷۵-۷۷۶، ۷۷۷-۷۷۸، ۷۷۹-۷۸۰، ۷۸۱-۷۸۲، ۷۸۳-۷۸۴، ۷۸۵-۷۸۶، ۷۸۷-۷۸۸، ۷۸۹-۷۹۰، ۷۹۱-۷۹۲، ۷۹۳-۷۹۴، ۷۹۵-۷۹۶، ۷۹۷-۷۹۸، ۷۹۹-۸۰۰، ۸۰۱-۸۰۲، ۸۰۳-۸۰۴، ۸۰۵-۸۰۶، ۸۰۷-۸۰۸، ۸۰۹-۸۱۰، ۸۱۱-۸۱۲، ۸۱۳-۸۱۴، ۸۱۵-۸۱۶، ۸۱۷-۸۱۸، ۸۱۹-۸۲۰، ۸۲۱-۸۲۲، ۸۲۳-۸۲۴، ۸۲۵-۸۲۶، ۸۲۷-۸۲۸، ۸۲۹-۸۳۰، ۸۳۱-۸۳۲، ۸۳۳-۸۳۴، ۸۳۵-۸۳۶، ۸۳۷-۸۳۸، ۸۳۹-۸۴۰، ۸۴۱-۸۴۲، ۸۴۳-۸۴۴، ۸۴۵-۸۴۶، ۸۴۷-۸۴۸، ۸۴۹-۸۵۰، ۸۵۱-۸۵۲، ۸۵۳-۸۵۴، ۸۵۵-۸۵۶، ۸۵۷-۸۵۸، ۸۵۹-۸۶۰، ۸۶۱-۸۶۲، ۸۶۳-۸۶۴، ۸۶۵-۸۶۶، ۸۶۷-۸۶۸، ۸۶۹-۸۷۰، ۸۷۱-۸۷۲، ۸۷۳-۸۷۴، ۸۷۵-۸۷۶، ۸۷۷-۸۷۸، ۸۷۹-۸۸۰، ۸۸۱-۸۸۲، ۸۸۳-۸۸۴، ۸۸۵-۸۸۶، ۸۸۷-۸۸۸، ۸۸۹-۸۹۰، ۸۹۱-۸۹۲، ۸۹۳-۸۹۴، ۸۹۵-۸۹۶، ۸۹۷-۸۹۸، ۸۹۹-۹۰۰، ۹۰۱-۹۰۲، ۹۰۳-۹۰۴، ۹۰۵-۹۰۶، ۹۰۷-۹۰۸، ۹۰۹-۹۱۰، ۹۱۱-۹۱۲، ۹۱۳-۹۱۴، ۹۱۵-۹۱۶، ۹۱۷-۹۱۸، ۹۱۹-۹۲۰، ۹۲۱-۹۲۲، ۹۲۳-۹۲۴، ۹۲۵-۹۲۶، ۹۲۷-۹۲۸، ۹۲۹-۹۳۰، ۹۳۱-۹۳۲، ۹۳۳-۹۳۴، ۹۳۵-۹۳۶، ۹۳۷-۹۳۸، ۹۳۹-۹۴۰، ۹۴۱-۹۴۲، ۹۴۳-۹۴۴، ۹۴۵-۹۴۶، ۹۴۷-۹۴۸، ۹۴۹-۹۵۰، ۹۵۱-۹۵۲، ۹۵۳-۹۵۴، ۹۵۵-۹۵۶، ۹۵۷-۹۵۸، ۹۵۹-۹۶۰، ۹۶۱-۹۶۲، ۹۶۳-۹۶۴، ۹۶۵-۹۶۶، ۹۶۷-۹۶۸، ۹۶۹-۹۷۰، ۹۷۱-۹۷۲، ۹۷۳-۹۷۴، ۹۷۵-۹۷۶، ۹۷۷-۹۷۸، ۹۷۹-۹۸۰، ۹۸۱-۹۸۲، ۹۸۳-۹۸۴، ۹۸۵-۹۸۶، ۹۸۷-۹۸۸، ۹۸۹-۹۹۰، ۹۹۱-۹۹۲، ۹۹۳-۹۹۴، ۹۹۵-۹۹۶، ۹۹۷-۹۹۸، ۹۹۹-۱۰۰۰، ۱۰۰۱-۱۰۰۲، ۱۰۰۳-۱۰۰۴، ۱۰۰۵-۱۰۰۶، ۱۰۰۷-۱۰۰۸، ۱۰۰۹-۱۰۱۰، ۱۰۱۱-۱۰۱۲، ۱۰۱۳-۱۰۱۴، ۱۰۱۵-۱۰۱۶، ۱۰۱۷-۱۰۱۸، ۱۰۱۹-۱۰۲۰، ۱۰۲۱-۱۰۲۲، ۱۰۲۳-۱۰۲۴، ۱۰۲۵-۱۰۲۶، ۱۰۲۷-۱۰۲۸، ۱۰۲۹-۱۰۳۰، ۱۰۳۱-۱۰۳۲، ۱۰۳۳-۱۰۳۴، ۱۰۳۵-۱۰۳۶، ۱۰۳۷-۱۰۳۸، ۱۰۳۹-۱۰۴۰، ۱۰۴۱-۱۰۴۲، ۱۰۴۳-۱۰۴۴، ۱۰۴۵-۱۰۴۶، ۱۰۴۷-۱۰۴۸، ۱۰۴۹-۱۰۵۰، ۱۰۵۱-۱۰۵۲، ۱۰۵۳-۱۰۵۴، ۱۰۵۵-۱۰۵۶، ۱۰۵۷-۱۰۵۸، ۱۰۵۹-۱۰۶۰، ۱۰۶۱-۱۰۶۲، ۱۰۶۳-۱۰۶۴، ۱۰۶۵-۱۰۶۶، ۱۰۶۷-۱۰۶۸، ۱۰۶۹-۱۰۷۰، ۱۰۷۱-۱۰۷۲، ۱۰۷۳-۱۰۷۴، ۱۰۷۵-۱۰۷۶، ۱۰۷۷-۱۰۷۸، ۱۰۷۹-۱۰۸۰، ۱۰۸۱-۱۰۸۲، ۱۰۸۳-۱۰۸۴، ۱۰۸۵-۱۰۸۶، ۱۰۸۷-۱۰۸۸، ۱۰۸۹-۱۰۹۰، ۱۰۹۱-۱۰۹۲، ۱۰۹۳-۱۰۹۴، ۱۰۹۵-۱۰۹۶، ۱۰۹۷-۱۰۹۸، ۱۰۹۹-۱۱۰۰، ۱۱۰۱-۱۱۰۲، ۱۱۰۳-۱۱۰۴، ۱۱۰۵-۱۱۰۶، ۱۱۰۷-۱۱۰۸، ۱۱۰۹-۱۱۱۰، ۱۱۱۱-۱۱۱۲، ۱۱۱۳-۱۱۱۴، ۱۱۱۵-۱۱۱۶، ۱۱۱۷-۱۱۱۸، ۱۱۱۹-۱۱۲۰، ۱۱۲۱-۱۱۲۲، ۱۱۲۳-۱۱۲۴، ۱۱۲۵-۱۱۲۶، ۱۱۲۷-۱۱۲۸، ۱۱۲۹-۱۱۳۰، ۱۱۳۱-۱۱۳۲، ۱۱۳۳-۱۱۳۴، ۱۱۳۵-۱۱۳۶، ۱۱۳۷-۱۱۳۸، ۱۱۳۹-۱۱۴۰، ۱۱۴۱-۱۱۴۲، ۱۱۴۳-۱۱۴۴، ۱۱۴۵-۱۱۴۶، ۱۱۴۷-۱۱۴۸، ۱۱۴۹-۱۱۵۰، ۱۱۵۱-۱۱۵۲، ۱۱۵۳-۱۱۵۴، ۱۱۵۵-۱۱۵۶، ۱۱۵۷-۱۱۵۸، ۱۱۵۹-۱۱۶۰، ۱۱۶۱-۱۱۶۲، ۱۱۶۳-۱۱۶۴، ۱۱۶۵-۱۱۶۶، ۱۱۶۷-۱۱۶۸، ۱۱۶۹-۱۱۷۰، ۱۱۷۱-۱۱۷۲، ۱۱۷۳-۱۱۷۴، ۱۱۷۵-۱۱۷۶، ۱۱۷۷-۱۱۷۸، ۱۱۷۹-۱۱۸۰، ۱۱۸۱-۱۱۸۲، ۱۱۸۳-۱۱۸۴، ۱۱۸۵-۱۱۸۶، ۱۱۸۷-۱۱۸۸، ۱۱۸۹-۱۱۹۰، ۱۱۹۱-۱۱۹۲، ۱۱۹۳-۱۱۹۴، ۱۱۹۵-۱۱۹۶، ۱۱۹۷-۱۱۹۸، ۱۱۹۹-۱۲۰۰، ۱۲۰۱-۱۲۰۲، ۱۲۰۳-۱۲۰۴، ۱۲۰۵-۱۲۰۶، ۱۲۰۷-۱۲۰۸، ۱۲۰۹-۱۲۱۰، ۱۲۱۱-۱۲۱۲، ۱۲۱۳-۱۲۱۴، ۱۲۱۵-۱۲۱۶، ۱۲۱۷-۱۲۱۸، ۱۲۱۹-۱۲۲۰، ۱۲۲۱-۱۲۲۲، ۱۲۲۳-۱۲۲۴، ۱۲۲۵-۱۲۲۶، ۱۲۲۷-۱۲۲۸، ۱۲۲۹-۱۲۳۰، ۱۲۳۱-۱۲۳۲، ۱۲۳۳-۱۲۳۴، ۱۲۳۵-۱۲۳۶، ۱۲۳۷-۱۲۳۸، ۱۲۳۹-۱۲۴۰، ۱۲۴۱-۱۲۴۲، ۱۲۴۳-۱۲۴۴، ۱۲۴۵-۱۲۴۶، ۱۲۴۷-۱۲۴۸، ۱۲۴۹-۱۲۵۰، ۱۲۵۱-۱۲۵۲، ۱۲۵۳-۱۲۵۴، ۱۲۵۵-۱۲۵۶، ۱۲۵۷-۱۲۵۸، ۱۲۵۹-۱۲۶۰، ۱۲۶۱-۱۲۶۲، ۱۲۶۳-۱۲۶۴، ۱۲۶۵-۱۲۶۶، ۱۲۶۷-۱۲۶۸، ۱۲۶۹-۱۲۷۰، ۱۲۷۱-۱۲۷۲، ۱۲۷۳-۱۲۷۴، ۱۲۷۵-۱۲۷۶، ۱۲۷۷-۱۲۷۸، ۱۲۷۹-۱۲۸۰، ۱۲۸۱-۱۲۸۲، ۱۲۸۳-۱۲۸۴، ۱۲۸۵-۱۲۸۶، ۱۲۸۷-۱۲۸۸، ۱۲۸۹-۱۲۹۰، ۱۲۹۱-۱۲۹۲، ۱۲۹۳-۱۲۹۴، ۱۲۹۵-۱۲۹۶، ۱۲۹۷-۱۲۹۸، ۱۲۹۹-۱۳۰۰، ۱۳۰۱-۱۳۰۲، ۱۳۰۳-۱۳۰۴، ۱۳۰۵-۱۳۰۶، ۱۳۰۷-۱۳۰۸، ۱۳۰۹-۱۳۱۰، ۱۳۱۱-۱۳۱۲، ۱۳۱۳-۱۳۱۴، ۱۳۱۵-۱۳۱۶، ۱۳۱۷-۱۳۱۸، ۱۳۱۹-۱۳۲۰، ۱۳۲۱-۱۳۲۲، ۱۳۲۳-۱۳۲۴، ۱۳۲۵-۱۳۲۶، ۱۳۲۷-۱۳۲۸، ۱۳۲۹-۱۳۳۰، ۱۳۳۱-۱۳۳۲، ۱۳۳۳-۱۳۳۴، ۱۳۳۵-۱۳۳۶، ۱۳۳۷-۱۳۳۸، ۱۳۳۹-۱۳۴۰، ۱۳۴۱-۱۳۴۲، ۱۳۴۳-۱۳۴۴، ۱۳۴۵-۱۳۴۶، ۱۳۴۷-۱۳۴۸، ۱۳۴۹-۱۳۵۰، ۱۳۵۱-۱۳۵۲، ۱۳۵۳-۱۳۵۴، ۱۳۵۵-۱۳۵۶، ۱۳۵۷-۱۳۵۸، ۱۳۵۹-۱۳۶۰، ۱۳۶۱-۱۳۶۲، ۱۳۶۳-۱۳۶۴، ۱۳۶۵-۱۳۶۶، ۱۳۶۷-۱۳۶۸، ۱۳۶۹-۱۳۷۰، ۱۳۷۱-۱۳۷۲، ۱۳۷۳-۱۳۷۴، ۱۳۷۵-۱۳۷۶، ۱۳۷۷-۱۳۷۸، ۱۳۷۹-۱۳۸۰، ۱۳۸۱-۱۳۸۲، ۱۳۸۳-۱۳۸۴، ۱۳۸۵-۱۳۸۶، ۱۳۸۷-۱۳۸۸، ۱۳۸۹-۱۳۹۰، ۱۳۹۱-۱۳۹۲، ۱۳۹۳-۱۳۹۴، ۱۳۹۵-۱۳۹۶، ۱۳۹۷-۱۳۹۸، ۱۳۹۹-۱۴۰۰، ۱۴۰۱-۱۴۰۲، ۱۴۰۳-۱۴۰۴، ۱۴۰۵-۱۴۰۶، ۱۴۰۷-۱۴۰۸، ۱۴۰۹-۱۴۱۰، ۱۴۱۱-۱۴۱۲، ۱۴۱۳-۱۴۱۴، ۱۴۱۵-۱۴۱۶، ۱۴۱۷-۱۴۱۸، ۱۴۱۹-۱۴۲۰، ۱۴۲۱-۱۴۲۲، ۱۴۲۳-۱۴۲۴، ۱۴۲۵-۱۴۲۶، ۱۴۲۷-۱۴۲۸، ۱۴۲۹-۱۴۳۰، ۱۴۳۱-۱۴۳۲، ۱۴۳۳-۱۴۳۴، ۱۴۳۵-۱۴۳۶، ۱۴۳۷-۱۴۳۸، ۱۴۳۹-۱۴۴۰، ۱۴۴۱-۱۴۴۲، ۱۴۴۳-۱۴۴۴، ۱۴۴۵-۱۴۴۶، ۱۴۴۷-۱۴۴۸، ۱۴۴۹-۱۴۵۰، ۱۴۵۱-۱۴۵۲، ۱۴۵۳-۱۴۵۴، ۱۴۵۵-۱۴۵۶، ۱۴۵۷-۱۴۵۸،

کی غلیظت میں مسیح موعود بنا کر بھیجا تا کہ نُفَخَ فِي الصُّورِ فَجُمِعَ الشُّعْمُ جَمْعًا کے مطابق اسلام کے اکنافِ عالم میں پھیل جانا یکا دور جلد مکمل ہو۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو یہ بصیرت بھی عطا فرمائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ الکہف کی آیات کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں :-

”پھر فرمایا کہ ذوالقرنین کے زمانہ میں مسیح موعود ہے ہر ایک قوم اپنے مذہب کی حمایت میں اٹھیں گی اور جس طرح ایک موج دوسری موج پر پڑتی ہے لہذا دوسرے پر حملہ کریں گے۔ اتنے میں آسمان پر قرنا پھونکی جائیگی یعنی آسمان کا خدا مسیح موعود کو مبعوث فرما کر ایک تیسری قوم پیدا کر دینگا اور انکی مدد کیلئے بڑے بڑے نشان دکھلائے گا یہاں تک کہ تمام سعید لوگوں کو ایک مذہب پر یعنی اسلام پر جمع کر دینگا۔ اور وہ مسیح کی آواز سنیں گے اور اسکی طرف دوڑیں گے تب ایک ہی چوپان اور ایک ہی گلہ ہوگا۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۹)

مقالات اقبال کی حقیقت

احمدیت کے خلاف علامہ اقبال کے مقالات کی حقیقت پر پہلی قسط دسمبر ۱۹۵۲ء کے الفرقان میں شائع ہو چکی ہے۔ انشاء اللہ فروری ۱۹۵۳ء کے رسالہ میں ان مقالات پر مفصل بحث شائع ہوگی۔ ان مضامین کو خاص طور پر علامہ اقبال کے مذاہن تک پہنچانا ضروری ہے۔

ترجمہ: نہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسراء کی رات اللہ تعالیٰ نے مجھے یا جوج و ما جوج کی طرف مبعوث فرمایا۔ میں نے ان کو اللہ کے دین اور اس کی عبادت کی طرف بلایا مگر انہوں نے میری بات کو قبول نہ کیا وہ بھی ذریتِ آدم و ابلیس ہیں۔ دیگر نافرمانوں کے ہمراہ جہنم میں جائیں گے۔ (الدر المنثور جلد ۴ صفحہ ۲ مطبوعہ مصر)

ان اسنادیث سے ثابت ہے کہ یا جوج و ما جوج کی تباہی مسیح موعود کی بددعاؤں سے ہوگی۔ موعود الذکر حدیث نبوی سے بہت سے اسراء منکشف ہوتے ہیں۔ سب اہم یہ ہے کہ یا جوج و ما جوج کو دعوتِ توحید کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئیے ہیں۔ بالفاظِ دیگر ثوابت ہوا کہ یا جوج و ما جوج کے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ ہونیوالی ہے۔ گویا مسیح موعود، آدم زاد اور ذوالقرنین تمام مختلف صفاتی نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ کے ہیں۔ یا جوج و ما جوج کا خروج ہو چکا ہے، انہیں ساری دنیا پر تسلط بھی حاصل ہو چکا۔ اسوقت ساری دنیا دوس کی تحریک اشتراکیت اور برطانیہ کی تحریک سرمایہ داری کے جنگ میں اچھی ہے۔ بلکہ اب توحیدِ نبوی کے مطابق تمک کے گھٹنے کی طرح ان کا زوال بھی شروع ہو چکا ہے۔ خود علامہ اقبال بھی کہہ چکے ہیں :-

کھل گئے یا جوج اور جوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیرِ حرفِ یَنبِیْسُ لَوْنِ !
(بانگ درا ص ۳۳)

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان ان ذوالقرنین کو پہچانیں جسے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت !

توریت انبیاء کے متعلق جماعت احمدیہ کا مسک !!

ایک شیعہ دوست رفیع حیدر صفا ملتان سے لکھتے ہیں :-

"میں چند سوالات آپ کے پوچھنے کی جرأت کر رہا ہوں اگر جواب مل جائے تو زہد ہے نصیب ؟

"مذہب انسانیٹیکلوپیڈیا کے صفحہ ۲۷۶ پر مصنف نے بارغ فدک پر بحث کی ہے اور حضرت ابوبکرؓ کو الزام دے کر نیکی کو شش کی ہر اور ثبوت مندرجہ ذیل حدیث سے دیا جاتا ہے۔

"رسول ورثہ نہیں چھوڑے اور ان کا کوئی وارث نہیں ہوتا"

لیکن اسی کتاب میں صفحہ ۸۱، ۸۰ پر جب مذہب اکثریت نے آپ کے مسیح موعود پر وارث بنانے اور ورثہ دینے پر اعتراض کیا تو مصنف نے ثابت کیا کہ "رسول ورثہ چھوڑتے ہیں اور وارث بناتے ہیں"

اور ثبوت میں قرآن کی آیتیں پیش کرتے ہیں۔

ایا اگر دونوں عبارتوں پر نظر ڈالیں تو ایک نتیجہ نکلتا ہے۔

۱۔ بارغ فدک کے معاملے میں صرف حدیث کا سہارا لیکر ابوبکرؓ کو بری کیا گیا۔

۲۔ دوسری عبارت میں قرآن کا سہارا لیکر مرثا صاحب کا فعل جائز قرار دیا گیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ قرآن جو کچھ کہتا ہے وہ ٹھیک ہے یا حدیث جو کچھ کہتی ہے وہ ؟ حدیث کو بچانے

کا صرف ایک آلہ بتایا گیا ہے وہ ہے قرآن شریف۔ جو

حدیث قرآن سے ملتی ہے وہ درست باقی غلط اور یہاں

حدیث اور قرآن ایک دوسرے کے حریف ہیں۔

مندرجہ بالا عبارت کو پڑھ کر مشنف نے ذیل سوالات کے جواب دیجئے۔

(۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے (اور مصنف کے عقیدے کے مطابق) اور بعد میں

تمام رسولوں کی یہ حق دیا گیا کہ وہ وراثت چھوڑیں اور وارث بنائیں مگر حضورؐ نے ایسا کیوں نہ کیا ؟

۲۔ جو فعل تمام نبی انجام دیتے چلے آئے (آپ کے عقیدے کے مطابق) بعد میں

بھی دیتے رہیں گے اور رسولؐ نے کیوں ترک کیا۔ ایسے فعل کو

ترک کرنے کیلئے کیا خدا نے کوئی حکم دیا تھا۔ اگر دیا تھا تو وہ کہاں ہے ؟

۳۔ کیا یہ حدیث صرف ابوبکرؓ کا نسخہ ہے نہ سنی تھی یا اور بھی کوئی راوی ہے ؟

۴۔ کیا دختر رسولؐ اس حدیث میں واقع تھیں جو غلط دعویٰ کرتی ہیں ؟

۵۔ ایک نئی دختر رسولؐ اور دوسرا ابوبکرؓ خلیفہ وقت غلطی پر کون تھا ؟

۶۔ اگر ابوبکرؓ نے ٹھیک کیا تو پھر آپ کے مسیح موعود کوئی نئی شریعت نہیں لائے

تھے لہذا جو حکم صلی اللہ علیہ وسلم دیا وہ انتخاب کیلئے کیوں نہیں ؟

۷۔ جب رسولؐ کیلئے حدیث کا سہارا لیا تو پھر آپ قرآن کی طرف کیوں

رجوع کرتے ہیں اور اگر آپ قرآن کا سہارا لیا تو پھر ان کیلئے حدیث کیوں

۸۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک چیز ایک ہی کیلئے جائز اور دوسرے کیلئے نہیں ؟

۹۔ عمر بن عبدالعزیزؓ اور مروان بن الحکم نے بارغ فدک اور فاطمہؓ کو کیوں ایس کیا ؟

۱۰۔ آپ کے مسیح موعود غلطی پر ہیں یا ابوبکرؓ ؟

۱۱۔ صرف ایک شخص کہنے کو کہ میں نے یہ حدیث رسولؐ سے سنی ہے دختر

رسولؐ کو اس کے ترک سے محروم کر دینا حکم وقت کی غلطی نہیں ؟

مجھے امید ہے آپ مندرجہ بالا سوالات کا قرآن اور مستند

تواریخ سے جواب دینے کی کوشش کریں گے صرف عقیدے کو سامنے رکھ کر

نہیں ہیں ایک طالب علم ہوں مذہب پرچائی کی ہر ملتان کہ جو کوئی چاہے

الجواب :- بارغ فدک کا جھگڑا نیزہ سو سال کی شیعہ اور

کسی صاحبان میں متنازع فیہ ہو اس کا حل صرف عجمت کے مسلک ہو سکتا ہے اسلئے مکرم جناب فیض حیدر صاحب سوالات پر نمبر ۱۲ کچھ لکھنے سے پہلے اصولی طور پر اس مسلک کی تشریح ضروری ہو رہا ہمارا مسلک یہ ہے کہ قرآن مجید آیت میراث میں جو احکام دیئے ہیں وہ عام ہیں کسی شخص نہیں ان کو کوئی شخص نبی ہو یا غیر نبی متفقہ نہیں اور یوں بھی نبی بیابا بیٹی ہونا کوئی جرم نہیں مگر کسی وجہ سے کسی کو محروم لایات قرار دیا جائے بلکہ یہ تو بجا خود ایک فضیلت ہے اور اعمال صالحہ پر جلالہ والی ذریت اور رشتہ داروں کے لئے نور علی نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہاں اسلام روحانی ورثہ نہیں ظاہری نسب پر اور مدار نہیں رکھا چنانچہ تفسیر صافی میں لکھا ہے :-

"ان النبوة ایست بالنسب المال واما فی فضائل نفسانیة یخص الله بها من یشاء من عبادہ"

کہ نبوت نسب کے مال کی وجہ سے نہیں بلکہ روحانی کمالات کی وجہ سے ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس سے مخصوص کرتا ہے "(ذیر لفظ اللہ اعلم حیث یجعل رسالہ)" پس اگر کوئی شخص یہ گمان کرتا ہے کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں کچھ نہیں مل سکتا کیونکہ وہ نبی کی صاحبزادی ہیں یقیناً ایسا گمان غلط اور قرآن کی منسوخ کر نبی والا ہو گا اور عقل بھی ایسے گمان کی تردید کرتی ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اندریں صورت اس اشکال کا کیا حل ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے باغ فدک حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مطالبہ کے باوجود ان کو کیوں نہ دیا ؟

لہ ہم اس جگہ تاریخی روایت کی تدقیق سے قریع نظر کر کے عامہ ثابت کو تسلیم کر رہے ہیں +

سو اس کے جواب کے لئے سب سے پہلے قرآن مجید پر غور کریں۔ فریقین کے نزدیک باغ فدک فی میں ہو ہی سکتا حکم یہ ہے :-
• ما افاء الله علی رسولہ من اهل القرى فخللہ و للرسول و لذی القربی و الیتامی و المساکین و ابن السبیل کی لا یكون دولة بین الاغنیاء و منکم و ما ائتمکم الرسول فخذوه و ما نهکم عنہ فانتھوا و اتقوا الله ان الله شدید العقاب (آیات)

(الحشر آیت ۷-۸-۹)
ان آیات میں اس فی کے حقدار اللہ رسول رشتہ داروں یتامی مساکین مسافروں فقراء مجاہدین اور فقراء انصار و غیرہم کو قرار دیا گیا ہے۔ ان آیات پر غور کرنے سے ہر شخص معلوم کر سکتا ہے کہ ایسے اموال اور باغات وقف کی حیثیت رکھتے ہیں جن کی آمو سے ان مذکورہ افراد کو حسب ضرورت امداد ملتی رہیگی۔

ہمارے نزدیک نبی اور اسکے خلفاء ایسے جماعتی اوقات کے نگران اعلیٰ ہوتے ہیں مگر یہ اوقات ان کی ذاتی جائداد نہیں ہوتے۔ نبی یا اس ہر عہدہ دار کے قبضہ میں کچھ جماعتی اور قومی جائداد ہوتی ہے اور کچھ اسکی ذاتی جائداد ہوتی ہے ذاتی جائداد پر اسے لگانہ حقوق حاصل ہوتے ہیں اور قومی جائداد کا وہ نگران اور منتظم ہوتا ہے بلکہ اس پر ہوتا۔ نبی کی بھی یہ دو حیثیتیں ہوتی ہیں بہر وقت ہو تو ایسا انسان کی ذاتی جائداد میں اس کے مقدرہ و شائد کو حصہ ملیکا اور قومی جائداد اسکے جانشین کی نگرانی میں منتقل ہو جائیگی بہر نبی اور ہر مومن کا یہ حال ہو جو اموال اسکے قبضہ میں بطور نگران اور میں کے ہونگے وہ اسکی وفات پر اسکے جانشین کے قبضہ میں چلے جائیگے۔ نبی کے بعد خلیفان اموال کا نگران امین ہو گا یہ خلیفہ کے بعد و مراد دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا خلیفہ ان اموال کا نگران امین ہو گا۔ وہ قومی اموال نہ نبی کے ارثوں

اس مسئلہ کے سوالات بالاکا اصولی اور مکمل حل ہو جاتا ہے۔ نمبر وار مختصر جواب حسب ذیل ہے۔

(۱) ورثہ ذاتی جائداد میں ہوتا ہے حضور علیہ السلام کی وفات کے وقت ذاتی جائداد نہ تھی۔

(۲) جواب اوپر آچکا ہے۔

(۳) یہ حدیث اور صحابہؓ کو بھی معلوم تھی۔ جہاں یہ حدیث مذکور ہے وہاں ہی لکھا ہے کہ حضرت علیؓ۔ حضرت عباسؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت عبدالرحمنؓ۔ حضرت زبیرؓ اور حضرت سعدؓ کو بھی یہ معلوم اور مسلم تھی۔ (بحاری کتاب النفقات)

(۴) ممکن ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ حدیث معلوم نہ ہو۔

(۵) اس تقابل کا سوال ہی نہیں صرف فرمان الہی اور فرمان نبوی کی تنفیذ کا سوال ہے۔

(۶) جواب پوری وضاحت سے اوپر آچکا ہے۔

(۷) ہم تو قرآن اور حدیث دونوں کو مانستے ہیں۔

(۸) اس جگہ یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

(۹) اس کا ثبوت آپ کے ذمہ ہے !

(۱۰) دو نو مقدس صحت پر ہیں۔ دونوں کا ایک ہی مسلک ہے۔

(۱۱) یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ اگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حق سے محروم کیا جاتا تو کیا امت اس پر صبر کر سکتی تھی؟ کیا حضرت شیر خدا علیؓ کہم اللہ وجہہ اس کو خاموشی سے برداشت کر لیتے؟ ہرگز نہیں +

میں بالکاتب قبضہ کے طور پر تقسیم ہوں گے اور نہ ہی کسی خلیفہ کے وارث ان کے مالک قرار پائیں گے وہ بدستور قومی جائداد ہیں گے خلفاء ان کی مناسب طریق پر نگرانی کرتے رہیں گے اور ان کی آمد کو حسب منطوق آیت قرآنی حقداروں میں تقسیم کرتے رہیں گے۔

اس تشریح کی روشنی میں یہ بات نہایت واضح ہے کہ جب بارغ مذک کو قومی وقف کی حیثیت حاصل تھی تو اسے ہی کے وارثوں میں تقسیم نہ کیا جاسکتا تھا اور نہ ہی کسی خلیفہ کے وارث اس پر حتمی ملکیت حاصل کر نیکا مطالبہ کر سکتے تھے اسے وقف قومی کی حیثیت میں رکھنا ضروری تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور باقی تمام خلفاء راشدین سچی کہ حضرت علیؓ کہم اللہ وجہہ نے بھی اس جائداد کو اسی حیثیت میں رکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی جائداد میں سے کچھ باقی نہ تھا۔ آپ سب مال راہ خدا میں خرچ کر دیتے تھے جو قومی اموال آپ کے ہاتھ میں نظر آتے تھے وہ قوم کی امانت تھے اس لئے ان میں ورثہ کا سوال پیدا نہ ہوتا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ما ترکناہ صدقۃ امی پر دلالت کرتا ہے۔ ہاں جن بیویوں کی ذاتی جائداد ہوتی ہے ان کے ترکہ میں سے ان کے وارثوں کو شرعی قانون کے مطابق حصہ ملتا ہے اور ملتا رہیگا۔

حضرت بانی سلسلہ احمد علیہ السلام کی ذاتی جائداد میں شرعی قانون کے مطابق وراثت جاری ہوئی اور جو قومی جائداد آپ کی نگرانی میں تھی اس میں وراثت جاری نہیں ہوئی بلکہ وہ آپ کے خلفاء کی نگرانی میں منتقل ہو گئی۔

تخریج بہائیت

شاہد موعود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع اور امتی ہے

آیت قَتْلُوْهُ شَٰهِدٌ مِّنْہُ کے متعلق بہائی رسالہ کے اعتراضات کے جواب

بہائیت اور احمدیت کے درمیان فرق سمجھنے کے لئے فیصلہ کن بیان !

الفرقان (جولائی ۱۹۵۲ء) میں آیت قرآنی اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّہِ وَيَتْلُوْهُ شَٰهِدٌ مِّنْہُ وَ مِنْ قَبْلِہِمْ کِتَابٌ مُّؤْتٰی اِمَامًا وَ رَحْمَةً (ہود: ۱۰۷) کی تفسیر بیان ہو چکی ہے۔ اس تفسیر میں اہل بہائیت کے غلط استدلال کی تردید بھی کی گئی ہے۔ بہائیوں کا خیال ہے کہ جہد و قَتْلُوْهُ شَٰهِدٌ مِّنْہُ میں جس موعود شاہد کا ذکر ہے وہ علی محمد باب ہے جنہوں نے بزعم خویش اپنی تصنیف "البیان" کے ذریعہ قرآن مجید کے منسوخ ہونے کا اعلان کیا ہے۔ ہمارے نزدیک باب کو شاہد مِّنْہُ کا مصداق قرار دینا سراسر غلط ہے۔ ہم نے بہائی تفسیر المراسی کی تردید میں جو بیان شائع کیا تھا اس پر بہائی رسالہ "بشارت" کراچی (دسمبر ۱۹۵۲ء) نے کچھ اعتراضات کئے ہیں

آیت کا مفہوم اپنے سیاق و سباق کے لحاظ سے نہایت واضح ہے اللہ تعالیٰ

نے سورہ ہودؑ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صادق و راستباز ہونے پر چند دلائل ذکر فرمائے ہیں۔ آیت زیر نظر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر تین قسم کے دلائل مذکور ہوئے ہیں۔ اقول زمانہ ماضی کا بتیہ جس سے مراد

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیان کردہ پیشگوئیاں ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود یا جود سے پوری ہوئی۔ اس شہادت کا ذکر آیت کے الفاظ وَ مِنْ قَبْلِہِمْ کِتَابٌ مُّؤْتٰی اِمَامًا وَ رَحْمَةً میں موجود ہے۔ دوم زمانہ حاضر کا بتیہ۔ اس سے مراد وہ معجزات اور آیات ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُس وقت ظاہر ہوئے تھے اور مکررین پر اُن سے ہر روز حجت تمام ہو رہی تھی۔ اس شہادت کا ذکر آیت کے پہلے حصہ اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ میں ہے۔ سوم زمانہ مستقبل کا بتیہ۔ اس سے آئندہ زمانہ میں صداقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دینے والا وہ عظیم الشان شاہد مراد ہے جو بامر الہی مامور ہونے والا تھا۔ اس کا ذکر آیت کریمہ کے الفاظ قَتْلُوْهُ شَٰهِدٌ مِّنْہُ میں آیا ہے۔

آیت کا لفظی ترجمہ یوں ہوگا کہ "کیا وہ شخص دیلنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جو اپنے رب کی طرف بویبتیہ پر قائم ہے) اور جس کے بعد اس کی طرف سے عظیم الشان شاہد بھی آئے، اور جس کے پہلے موسیٰ کی کتاب (اس کی سچائی کی طرف) بطور ہمنما اور رحمت ہو گیا وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا

ہے جیسے یہ باتیں حاصل نہ ہوں؟

اب ہم ذیل میں بہائی اعتراضات کا جواب عرض کرتے ہیں :-

پہلا اعتراض اور اس کا جواب بہائی لوگ "افمن" کہتے ہیں۔ اور اس سے مراد اپنی غرض کے ماتحت "آنحضرتؐ" اور صحابہؓ لیتے ہیں (بشارت جولا فی سرفہ) ہم نے لکھا تھا کہ :-

"آیت میں لفظ مَن عام ہے لیکن اسجگہ اس سے شخص واحد مراد ہے۔ اسلئے تمام فہمائز بصیغہ واحد مذکور ہیں۔ اس شخص واحد کی تعیین ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باوجود سے مختص ہے۔"

اس واضح بات کی تردید کے لئے بہائی اعتراض ملاحظہ ہو لکھتے ہیں کہ :-

"آپ خود مانتے اور کہتے ہیں کہ آیت میں مَن عام ہے اسلئے مَن کان علی بیئنتہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مومنین مراد ہیں کیونکہ پیغمبر اور اس کے متبعین دونو غذائی بینہ پر قائم ہوتے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں تصریح فرمائی ہے قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَاتٍ اَنَّا دَرَمِنَ اتَّبَعِنِیْ (یوسف ۱۲)"

الجواب۔ سورہ یوسف کی آیت آپ نے غلط لکھی ہے۔ اصل آیت یوں ہے۔ قُلْ هٰذِهِ سَبِيلِیْ اَدْعُوْا اِلٰی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَّا دَرَمِنَ اتَّبَعِنِیْ

"اے رسول! فرما دیجئے کہ یہ میرا طریقہ ہے میں اللہ کی طبع علی وجہ البصیرت دعوت دیتا ہوں۔ نیز میرے پیرو بھی" آیت قرآنی قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَاتٍ مِّنْ رَبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ بِہِمْ (الانعام: ۵۷) صاف طور پر تعیین کر رہی ہے کہ آفمن کان علی بیئنتہ سے مراد حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بے شک لفظ مَن اپنی لغوی وضع کے لحاظ سے عام ہے مومن، کافر، نیز نبی اور غیر نبی سب کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن آیت زیر نظر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ آفمن کان علی بیئنتہ کے ترجمہ میں اپنی غلطی کا اعتراف کرنا بہائی ایڈیٹر کیلئے مشکل نظر آتا ہے حالانکہ اسی مضمون میں وہ لکھ چکے ہیں: "سورہ ہود رکوع ۲ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا ہے کہ آپ کے بعد بھی ایک عظیم الشان شاہد منجانب اللہ آئے گا۔" (صلا) نیز لکھا ہے "آیت آفمن کان علی بیئنتہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت رسول ہیں" (ص ۵۸) پس ثابت ہوا کہ آیت میں آفمن کان علی بیئنتہ سے مراد صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آیت کا موضوع حضور کی صفت کو مبراہن کرنا ہی ہے۔

اہل علم کے ذوق سلیم پر گراں نہ ہو تو اب جناب علمی کے یہ دو فقرے بلا تبصرہ پڑھ لیں کہ (۱) "مَن جو عام ہے اس کے بعد ضمیر واحد کا آنا اسے فرد واحد کے لئے خاص نہیں کرتا" (۲) "یہ کہنا کہ آیت آفمن کان علی بیئنتہ میں ضمائر فرد واحد پر دلالت کر رہی

ہیں بالکل بے بنیاد ہے۔

دوسرا اعتراض اور اس کا جواب **شَٰهَدٌ مِّنْہُ** کی ضمیر کے سلسلہ میں لکھا ہے۔

(الف) "مِّنْہُ" کی ضمیر رب کی طرف راجع ہے اور

اس کے لئے کوئی وجہ مانع نہیں اور منہ کی

ضمیر مَن کی طرف راجع کرنے کے لئے کوئی قطعی

دلیل یہاں موجود نہیں اور اگر منہ کی ضمیر مَن

کی طرف راجع کی جائے تو بھی ہمارے مقصد

کی تائید ہوتی ہے کیونکہ یہاں مَن سے مراد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین ہیں۔

(ب) لفظ منہ سے یہ نکالنا کہ آنحضرت کی پیروی

اس کا مشن ہوگا وہ آپ کا امتی ہوگا بے بنیاد

خیال ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔

(ج) "منہ" کے یہ معنی کرنا کہ وہ آنحضرت سے

فیض یاب ہوگا آپ کا پیرو اور امتی ہوگا

محض بے بنیاد ہیں۔

الجواب۔ بہائی ایڈیٹر صاحب کو اول تو شَٰهَدٌ

منہ کی ضمیر کا مرجع مَن تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ ہے

مگر انہیں اس کے خلاف کوئی اعتراض نہیں۔ نیز اس کے

مخالف انہیں کوئی سند نہیں ملی۔ اسلئے پھر اس پر راضی ہو گئے

ہیں کہ چلو منہ کی ضمیر کا مرجع مَن ہی ہے مگر اس سے ثابت

کیا ہوا؟ اگر آپ اس "منہ" کی مدد سے آنے والے شاہد کا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی یا متبع ہونا ثابت کرنا چاہتے ہیں

تو یہ بے بنیاد اور "محض بے بنیاد" ہے۔ گویا اگر ہم "منہ" سے

اتباع اور پیروی کے استنباط کی سند عرض کر دیں تو بہائیوں

کو ہمارے استدلال کے ماننے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ لیکن

ہم اس کی سند ان کے اپنے مضمون سے اور ان کے اپنے

الفاظ میں پیش کر دیتے ہیں۔ لکھا ہے۔

"آیت فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّہُ مِنِّي"

(ابراہیم ۶) میں مَن سے ایک بندہ مراد

نہیں بلکہ سب متبعین مراد ہیں۔ حضرت ابراہیم

کہتے ہیں کہ جو لوگ میری پیروی کرتے ہیں وہ

مجھ میں سے ہیں۔ (صلا)

فرمائیے! اگر "مَن" کا اطلاق "پیروی" کرنے والوں

اور متبعین کے لئے ہے تو "منہ" کے کیوں یہ

معنی نہ ہوں گے کہ وہ موعود شاہد آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا ہوگا

اور آپ کا متبع ہوگا؟ جناب من! اگر "منہ" سے

یہ مفہوم نہ نکلتا تو آپ کو منہ کا مرجع مَن یعنی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی قرار دینے میں کیوں تردد

ہوتا اور پھر آپ بلا وجہ "أَقْبَمَن" کی تعیین میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ "تمام مومنین" کو شامل کرنے کی

غلط کوشش کیوں کرتے؟ یہ سب کچھ تو اسلئے ہے کہ آپ کا

دل بھی مانتا ہے کہ اس طرح "منہ" سے اس موعود شاہد

کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا ہونا ثابت

ہو جاتا ہے۔

درحقیقت یہی تو وہ نقطہ ہے جہاں احمدیت اور

بہائیت میں نمایاں فرق نظر آتا ہے۔ اسلئے آئے والے

موعود کو اسلام کا خادِم، قرآن مجید کا متبع اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا قرار دیتی ہے۔ اور

بہائیت کے نزدیک وہ موعود ہے دین کا موعود قرآن مجید کو
منسوخ ٹھہرانے والا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی
سے علیحدہ ہو کر آنے والا ہے۔ اس سے احادیث اور بہائیت
کا اپنا اپنا نصب العین واضح طور پر متعین ہو جاتا ہے۔
وَهَلْكَ مُفْتَرِقِ الطَّرِيقِ -

بے شک آنے والا شاہد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے
یعنی وہ اس کی طرف سے مامور ہے اس کی شہادت خود دینا
نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے امر سے ہے۔ یہ انبیاء
اور مامورین کا مقام ہے مگر یہ بھی درست ہے کہ اس کا اس
بلند مرتبہ کو پانا اسی لئے ہے کہ وہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا ہے۔ پس منہ کا
مرجع من قرأ بآیائے سے ایک مزید مفہوم واضح ہو جاتا ہے
جس کی تائید دوسری آیت وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ
فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ
النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ
وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا (النساء) سے بھی ہوتی
ہے۔

تیسرا اعتراض اس کا جواب ہم نے لکھا تھا

”آیت کا حصہ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ ذَا
مستقبل کی دلیل پر مشتمل ہے اور ظاہر ہے
کہ اس شاہد کا ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی صداقت پر بھی دلیل بن سکتا ہے جبکہ وہ شاہد
حضور کا پیروکار ہو اور آپ کی شریعت پر
چلانے کے لئے آئے۔ آیت کا لفظ مِنْهُ بھی

اسی مفہوم پر دلالت کرتا ہے اور یَتْلُوهُ سے
بھی یہی ثابت ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے
چاند کے بارے میں فرمایا ہے وَالشَّمْسُ
وَضُحَاهَا وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَّهَا رَأْسُ
آیت میں چاند کو سورج کے پیچھے آنے والا
قرار دیا گیا ہے۔ یعنی چاند سورج سے روشنی
حاصل کرتا ہے۔ یہی لفظ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ
مِنْهُ میں استعمال ہوا ہے جس سے واضح
ہے کہ آنے والا شاہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے مقابلہ میں چاند کی حیثیت رکھتا ہے اور
حضور اس کے مقابلہ میں سورج ہی آیت
قرآنی و سر اجاً منیراً بھی اس تفسیر کی
مؤید ہے۔ (الفرقان جولائی ۱۹۵۲ء ص ۸)

اس واضح بیان کے جواب میں بہائی رسالہ لکھتا ہے کہ:-
”شاہد ہونے کے لئے امتی پیروکار اور
سابقہ شریعت پر چلانے کے لئے آنا ضروری
نہیں۔ ہر مستقل صاحب شریعت اپنے سقبل
کے رسول کی شہادت دیتا رہا ہے کسی امتی کی
شہادت کے مقابل صاحب شریعت مستقل
رسول کی شہادت بہت وزنی اور شاندار ہے
اور چونکہ آیت آفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت
رسول ہیں اور مِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ
میں بھی توہدات مستقل شریعت اور حضرت
موسیٰ صاحب شریعت رسول ہیں پس درمیان میں

جنس آئے والے شاہد کا ذکر ہے وہ بھی
عظیم الشان مقام شریعت کا مالک ہونا
چاہیے چنانچہ الحمد للہ آئے والے شاہد موعود
حضرت سید علی محمد باب صاحب شریعت پیغمبر
ہیں۔ (بشاکت دمیر سہنہ معاً)

نص قرآنی کے الفاظ کے مقابلہ میں بہائیوں کا اس غلط
قیاس کو پیش کرنا درخور اعتناء نہیں۔ یہ تو سوال ہی نہیں
کہ مستقل صاحب شریعت رسول پہلے رسولوں کی شہادت
دیتے رہے ہیں یا نہیں؟ اور یہ بھی سوال نہیں کہ کس کی شہادت
زیادہ وزنی ہوتی ہے امتی رسول کی یا صاحب شریعت
مستقل رسول کی؟ اس جگہ سوال تو صرف یہ ہے کہ آیت
قرآنی وَیَتْلُوْهُ شَٰهِدٌ مِّنْہٖ میں جس شاہد کی
پیشگوئی ہے آیا وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا
تابع اور پیروکار شاہد ہے یا آپ کی شریعت کو منسوخ
کرنے والا نبی علم خویش خود صاحب شریعت مستقل
دعویٰ؟ بتائیے! بہائی ایڈیٹر صاحب نے اس سوال کا
ازدوئے قرآن مجید کیا جواب دیا ہے؟ ہمارے اور
بہائیوں کے درمیان یہی امر تو متنازعہ فیہ ہے کہ قرآن شریف
دامی ہے یا وقتی۔ بہائی ایڈیٹر صاحب قیاسی ہوشیاری کو
اس بابے میں اپنے دعویٰ کو بھی دلیل گردان رہے ہیں حالانکہ
یہ صادرہ علی المطلوب ہے۔ جب قرآنی شریعت دائمی اور
غیر منسوخ ہے تو باب کا مدعی شریعت ہونا اس کے کاذب
ہونے کی دلیل ہے۔ اس کے بے بنیاد اور غلط دعویٰ کو
ہمارے خلاف بطور دلیل استعمال کرنا کس قدر بے انصافی
ہے۔

آیت کریمہ اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَبِّہٖ
وَيَتْلُوْهُ شَٰهِدٌ مِّنْہٗ وَمِنْ قَبْلِہٖ کِتَابٌ
مُّوَسَّسٌ اِمَامًا وَّرَحْمَةً مَّوْعُوْدٌ کُنْہٗ سَے بالکل عجیب
ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب
کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلیل قرار دیا
ہے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سابقہ پیشگوئیوں کے
مطابق مستقل صاحب شریعت ہونے میں مشہور ہوئے
تھے۔ اسلئے مِّنْ قَبْلِہٖ کِتَابٌ مُُّوَسَّسٌ اِمَامًا وَّرَحْمَةً
کہہ کر موسوی شریعت کی شہادت کو پیش فرمایا۔ لیکن
آئے والے شاہد موعود کی شہادت چونکہ مستقل صاحب
شریعت کی شہادت نہیں اسلئے اسے ”ومن بعدہ کتاب
شاہد اِمَامًا وَّرَحْمَةً کے الفاظ میں ادا نہیں
کیا بلکہ چونکہ شاہد موعود کی یہ شہادت خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کا پرتو ہے جس سے زیادہ
وزنی شہادت ممکن نہیں اسلئے اسے پہلے حصہ اَقَمْنَ کَانَ
عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَبِّہٖ کے ساتھ ملٹی کرتے ہوئے وَ
یَتْلُوْهُ شَٰهِدٌ مِّنْہٗ کے الفاظ میں ذکر فرمادیا۔
ان الفاظ کا مقام اور ان کا مفہوم صریح دلالت کر رہا ہے
کہ یہ موعود و شاہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہے
مستقل صاحب شریعت نہیں ہے۔ یہ آیت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور سچائی پر دلالت کے بیان
میں ہے نہ کہ آنحضرت کی شریعت کے نسخ کے ذکر کے لئے۔
اگر آئے والے شاہد کا مستقل صاحب شریعت ہونا مقصد
ہوتا تو ترتیب زمانی کو ملحوظ رکھا جاتا اور اس حصہ کو پیچھے
رکھ کر ایک مستقل حیثیت دی جاتی۔ پس الفاظ کا مقام

بتلا رہا ہے کہ مستقل صاحب شریعت شاہد کی خبر نہیں ہے۔
 پھر الفاظ تو بابت اور ہدایت کے زعم باطل کی
 بالبداهت تغلیط کر رہے ہیں۔ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ
 اس جگہ شاہد کے لئے یاقی (آئے گا) کا لفظ نہیں
 لایا گیا بلکہ يَتْلُوهُ کا لفظ رکھا گیا ہے۔ قابل غور ہے
 کہ کلام الہی میں اس لفظ کے اختیار کرنے کی کیا حکمت ہے؟
 یتلوه کے معنی ہیں کہ وہ موعود شاہد من کان علی
 بیتیۃ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کا پیروکار اور متبع
 ہوگا۔ عربی زبان میں "تلاۃ" کے معنی "تبعہ" ہیں۔
 (المخبر) علامہ محمد الدین صاحب القاموس المحيط لکھتے
 ہیں: "تَلَوْتُهُ" کدعوتہ ورمیتہ تلووا کستو
 تَبِعْتُهُ "کہ تلاۃ کے معنی متبع ہونے کے ہیں (جلاۃ)
 لغت عربی کے محقق امام راغب الاصفہانی اپنی مشہور لغت
 میں لکھتے ہیں:-

"تَلَى: تَبِعَهُ مَتَابَعَةً لَيْسَ بَيْنَهُمْ
 مَا لَيْسَ مِنْهَا وَذَلِكَ يَكُونُ تَارَةً
 بِالْجِسْمِ وَتَارَةً بِالْاِقْتِدَاءِ فِي الْحُكْمِ
 وَمَصْدَرُهُ تَلَوْتُ وَتَلَوْا وَتَارَةً بِالْقِرَاءَةِ
 اَوْ تَدْبِيرِ الْمَعْنَى وَمَصْدَرُهُ تَلَاوَةٌ
 وَالْقَمَرُ اِذَا تَلَّهَا ارَادَ بِهِ هُنَا
 الْاِتِّبَاعَ عَلَى سَبِيلِ الْاِقْتِدَاءِ
 وَالْمُرْتَبَةِ وَذَلِكَ اِنَّهُ يُقَالُ
 اِنَّ الْقَمَرَ هُوَ يَتَّبِعُ النُّورَ مِنَ
 الشَّمْسِ وَهُوَ لَهَا بِمَنْزِلَةِ الْخَلِيفَةِ
 وَقِيلَ عَلَى هَذَا نَبَّهَ قَوْلُهُ جَعَلَ

الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرُ نُورًا وَ
 الضِّيَاءُ اَعْلَى مَرْتَبَةٍ مِنَ النُّورِ اِذَا
 كَانَ كُلُّ ضِيَاءٍ نُورًا وَلَيْسَ كُلُّ نُورٍ
 ضِيَاءً. وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ
 اِی یقتدی بہ و یعمل بموجب
 قولہ " (المفردات ص ۱۷۰ زیر لفظ تلی)

ترجمہ:- تلا کے معنی کامل متابعت کے ہوتے ہیں۔
 یہ کبھی جسمانی ہوتی ہے اور کبھی حکم میں اقتداء
 اور پیروی کے لحاظ سے۔ اس صورت میں
 اس کا مصدر تَلَوْتُ اور تَلَوْا آتا ہے۔ کبھی
 یہ متابعت پرٹھنے اور معنی پر تدبر کرنے کا
 مفہوم رکھتی ہے۔ اس صورت میں اس کا
 مصدر تَلَاوَةٌ ہوتا ہے۔ آیت قرآنی
 وَالْقَمَرُ اِذَا تَلَّهَا میں تلا کا لفظ
 اقتداء اور مرتبہ کی پیروی کے لحاظ
 سے ہے کیونکہ یہ معلوم ہے کہ چاند سورج
 سے نور لیتا ہے اور چاند سورج کے لئے
 بمنزلہ خلیفہ کے ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ
 آیت قرآنی جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً
 وَالْقَمَرُ نُورًا میں بھی اسی بات کی طرف
 توجہ دلائی گئی ہے۔ ضیاء بلحاظ روشنی کے
 نور سے اعلیٰ مرتبہ پر ہے کیونکہ ہر ضیاء پر
 نور کا اطلاق ہو سکتا ہے لیکن ہر نور کو ضیاء
 نہیں کہہ سکتے۔ آیت قرآنی وَيَتْلُوهُ
 شَاهِدٌ مِّنْهُ میں يَتْلُو کے معنی

یہ نہیں کہ وہ شاہد اپنے مشہود کی اقتدار
اور پیروی کرے گا اور اس کے قول کے
مطابق عمل پیرا ہوگا۔

عربی زبان کے ان لغوی حوالہ جات سے روز روشن کی طرح
عیاں ہے کہ موعود شاہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقتدی
اور پیروکار ہے اور وہ آپ کا امتی ہے۔ یہ مفہوم **يَتْلُوهُ**
سے بھی عیاں ہے اور منہ کی ضمیر کا مرجع **مَنْ** یعنی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دینے سے بھی یہی مفہوم
معین ہوتا ہے۔ پس بے شک **وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ**
والا شاہد مامور من اللہ ہے مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا امتی، آپ کا مقتدی اور پیروکار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا مقام آفتاب حقیقت کا ہے اور یہ موعود شاہد
ان سے اقتباسِ نور کی وجہ سے ماہتاب ہے۔ لہذا ثابت
ہو گیا کہ باب کو جو بقول بہائیاں "مقام شاعیت کا نام"
بننے کے مدعی تھے، آیت **وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ**
کا مصداق قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ ان کے مقام شاعیت
کے ادعا کی وجہ سے ان کا کاذب اور مفتری ہونا بالبدلت
ثابت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بہائی لوگ ناواقف عوام
مسلمانوں کو قرآن مجید کا نام لے کر وسوسہ میں مبتلا
کرتے ہیں اور اس کی غلط سلط تفسیر کر کے لوگوں کو گمراہ
کرتے ہیں ورنہ اگر حقیقت پسندی اور خدا ترسی سے
کام لیا جائے تو اس ایک آیت **وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ**
سے ہی بابت اور بہائیت کا باطل ہونا بالکل عیاں ہے۔
وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

عربی زبان کے متعلق آسان اسباق "تقیہ"

يَسْعُرُونَ كَذَبَ يَكْذِبُونَ

وہ مشعور رکھتے ہیں۔ اُس نے جھوٹ بولا وہ جھوٹ بولتے ہیں
نوٹ ۱۔ یہ چالیس فعل آپ کے سامنے ہیں ان کو اور ان کے
معنوں کو یاد کر لیں۔

نوٹ ۲۔ فعل کے کرنے والے کو فاعل کہتے ہیں اور فعل کا
اثر جس پر واقع ہوتا ہے اُسے مفعول یہ کہتے ہیں۔ نَزَلَ
زَيْدٌ (نیز اُتھا) مکمل جملہ ہے اس کے لئے کسی مفعول پر کی ضرورت
نہیں۔ اَنْزَلَ زَيْدٌ (نیز نے اُتھا) ناقص ہے جب تک اس کے
ساتھ مفعول یہ کا یعنی اُس پر کیا جو اتاری گئی ہے ذکر نہ ہو۔
پورا جملہ یوں ہوگا۔ اَنْزَلَ زَيْدٌ كِتَابًا (نیز نے کتاب لکھی)

جو تھا اسبق

جملہ ہائے فعلیہ

نَعْبُدُ اللّٰهَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْکَ یُنْفِقُ زَيْدٌ مَالَهُ
ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں اللہ نے اُس پر انعام کیا
نِزید اپنا مال خرچ کرتا ہے
اَنْفَقَ زَيْدٌ مَالَهُ زَدَقْنِی اللّٰهُ غُلَامًا هَلْ اَنْعَمْتَ عَلَیْ
نِزید اپنا مال خرچ کر دیا مجھ کو اللہ نے بیٹا دیا
کیا تو نے اُس پر انعام کیا؟
یَهْدِنَا رَبَّنَا هَذَا نِی زَقْنِی نَزَلَ الْقُرْآنُ
ہم کو ہمارا رب ہدایت کیا میرے بیٹے مجھے ہدایتی قرآن نازل ہوا

اَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْآنَ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل کیا۔

نوٹ ۱۔ ان میں ہر ایک جملہ فعلیہ کہلاتا ہے جس میں پہلی پر فعل
ہے نزدیک وقت فعل کے بعد فاعل آتا ہے اور اگر فعل ایسا ہو مفعول کا
تقاضا کرتا ہو تو بالعموم مفعول یہ فاعل کے بعد ذکر ہوتا ہے۔ آپ خود
اس ترتیب سے جملے بنا سکتے ہیں۔ نوٹ ۲۔ آپ نے غلط کیا ہوگا کہ

باب الاستفسار

سوالاۃ اور ان کے جواب

(۱) کیا حدیث مجتہد شیعہ صاحبان کی مسئلہ احادیث میں بھی مروی ہے؟ (مترجم احمد امینی حیدر آباد دکن)

الجواب: شیعہ صاحبان کی مسئلہ کتاب اصول کافی میں یہ حدیث
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالفاظہ: **إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ
الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا**
مروی ہے۔ (اصول کافی صفحہ ۶۹۲ خاتمہ الطبع)

(۴) سورہ احزاب کی آیت یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا
تَكَرَّرَ إِلَيْكُمْ أَلْهُؤُمُ مِمَّنْ تَلَقَّوْهُمْ مِنْ بَنِي
أَنْ تَسْأَلُوهُمْ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ مِنْ عِلَالَةٍ
تَعْتَذِرُونَهَا إِلَى تَرْكِ فُرَائِمٍ مِمَّنْ سَأَلَكُمْ عَنْهَا
(۱) امام احمد سوداگر و زید آباد

اجنبہ (جنبہ) :- اس آیت میں اس صورت کا ذکر ہے جب کہ
خداوند تعالیٰ صحیحہ سے پہلے ہی طلاق دیدے۔ ایسی صورت میں
عورت تخریج ثانی کے لئے عدت گزارنے کی مکلف نہیں مگر
سے مراد خلوت صحیحہ یعنی خاوند بیوی کے تعلقات ہیں۔

۱۔ ایک دوست قرآن پاک پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب
کلام اللہ کا مکمل ہونے کا دعویٰ ہے اور کسی جگہ قرآن
پاک میں لکھا ہے کہ ہم مشرک مردوں کو مشرک عورتیں دیتے
ہیں اور مومن مردوں کو مومنہ عورتیں پھر کیا وجہ ہے
کہ فرعون باوجود مشرک ہونے کے مومن بیوی حضرت
اسیہ رکھتا تھا اور حضرت لوطؑ باوجود مومن ہونیکے
ان کی بیوی مشرک اور مرتد تھی؟

(عربی و لاطینی صوتیہ)

الجواب :- قرآن مجید میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ ہم مشرک
مردوں کو مشرک عورتیں دیتے ہیں اور مومن مردوں کو مومنہ عورتیں
قرآن مجید نے مسلمانوں کیلئے بطور قانون یہ فرمایا ہے کہ مومن عورت
کسی مشرک کے نکاح میں نہ دی جائے۔ ہاں اُس نے مومن مرد کیلئے
غیر مسلم اہل کتاب عیسائی یہودی وغیرہ عورتوں سے نکاح جائز
رکھا ہے۔ حضرت لوطؑ کی بیوی نے ان کے دعویٰ نبوت کی تکذیب
کی اسلئے اس کا انجام ہلاکت ہوا۔ حضرت اسحاقؑ کا مقام ملائکہ کا
ہے وہ فرعون کے ظالمانہ افعال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتی
تھیں۔ یہ دو مثالیں ثابت کرتی ہیں کہ بعض دفعہ نبی سے جہاں فی تعلیق
دُشمنہ والے اپنی بد اعتقاد دہا اور بد عملی سے تباہ ہو سکتے ہیں اور
بعض دفعہ برے آدمیوں کے ساتھ نبیوں کو نیک اعمال کی وجہ سے اعلیٰ
درجات مل سکتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ غالباً اس وقت کہ سورۃ نور کے ان الفاظ کا
شعبہ پیدا ہوا ہے النجیثۃ النجیثین والنجیثون النجیثۃ و
الطیبت للطیبتین والطیبون للطیبت اولئک مبرؤن
ہمّا یقولون لہم مغفرۃ و رزق کریمؑ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ
”برے لوگوں کیلئے بری باتیں یا برے صفات ہوتے ہیں اور بری باتیں برے
لوگوں کیلئے ہوتی ہیں۔ پاک لوگوں کے واسطے بری باتیں یا برے
صفات ہیں اور پاک باتیں پاک لوگوں کیلئے ہوتی ہیں۔ یہ پاک باز لوگ ان الزامات
بری میں جو دوسرے لوگ ان پر لگاتے ہیں ان کیلئے مغفرت و رزق کریم ہے۔“
یہ آیت گندے الزاموں کے برتن کیلئے ایک اصولی مسئلہ پر مشتمل ہے۔ ہاں
اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ قلبی اور دلی تعلق نیک اعمال انسانوں کا
ہی باہم ہوتا ہے۔ مندرجہ بالا دونوں رشتے انہی جوڑتے ہی لئے قائم نہ کیے۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی فلسطین سے ہجرت

انجیل یوحنا کا ایک اقتباس اور اسکا صحیح ترجمہ!

(جناب شیخ عبدالقادر صاحب لائبریری)

جو کہ مستند نسخوں میں پائی نہیں جاتی آپ نے حذف کر دی ہیں۔ مثلاً مرقس کی آخری بارہ آیات جن میں حضرت مسیح ناصری کے آسمان پر جانے اور خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھنے کا ذکر ہے اس کے ترجمہ میں پائی نہیں جاتی۔ اور اسی طرح لوقا کے آخری حضرت مسیح کے آسمان پر جانے اور آپ کو سجدہ کرنے کا ذکر حذف کر دیا گیا ہے۔ یوحنا آٹھ باب کی پہلی بارہ آیات الحاقی ہونے کے باعث آپ نے درج نہیں کیں اسی طرح بعض آیات کے متعلق آپ نے حاشیہ میں نوٹ دیا ہے کہ یہ الحاقی بیان ہے۔ وہ آیات جو کہ عہد حاضر کے سکالرز کے نزدیک متن میں بعد شامل کی گئیں بریکٹ [] میں دیدی گئی ہیں۔

یوحنا بادہ باب میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی فلسطین سے ہجرت کا ذکر ہے۔ لیکن چونکہ یونانی متن آرامی زبان کے کثیر المعنی الفاظ کا متحمل نہیں ہو سکا اس لئے اصل مطلب اور معنی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پروفیسر ٹودی نے اس موقع پر آرامی زبان کے اصل الفاظ کو مد نظر رکھ کر جو حاشیہ دیا ہے وہ قابلِ توجہ ہے۔ ہم پہلے درج الوقتی ترجمہ درج ذیل کرتے ہیں۔ حضرت مسیح ناصری فرماتے ہیں:- ”اور میں اگر زمین سے اُپر اُٹھایا جاؤں گا تو“

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی مادری زبان اُس وقت کے یہودیوں کی زبان کی طرح آرامی تھی۔ سب سے پہلے اسی زبان میں اناجیل اربعہ مرتب کی گئیں۔ بعد میں جب یونانی زبان میں ان کا ترجمہ ہوا تو بعض امور اختلافِ زبان اور ترجمہ کی غلطی کے باعث مشتبہ ہو گئے اور عقائد کے ذکر میں بعض باتوں کی کمی بیشی کر دی گئی۔

پروفیسر چارلس کٹر ٹودی نے جو کہ اسیہ سامیہ کے بہت بڑے ماہر ہیں اناجیل اور اہم ترجمہ آرامی زبان کو مد نظر رکھ کر کیا ہے۔ آپ اپنی کتاب *The Nazarene* میں ثابت کرتے ہیں کہ چاروں اناجیل شروع میں آرامی زبان میں لکھی گئیں، بعد میں ان کا ترجمہ یونانی میں ہوا۔ یونانی مترجمین نے جہاں جہاں غلطیاں کی ہیں ان کی نشاندہی آپ نے بڑی خوبی سے کی ہے۔ آپ کے ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ الحاقی آیات سے پروفیسر ٹودی لکھتے ہیں:-

”اس میں کسی کو کلام نہیں کہ مسیح اور اس کے شاگرد آرامی بولتے اور آرامی لکھتے تھے۔ مسیح کے کلمات، مواظظ اور اسکے کارہائے زندگی آرامی زبان میں ضبط تحریر میں لائے گئے اور اسی زبان میں انہوں نے اشاعت پائی۔“ (ملاحظہ ہو دیا جاوے)

سب کو اپنے پاس کھینچوں گا۔

لوگوں نے اس کو جواب دیا کہ ہم نے شریعت

کی یہ بات سنی ہے کہ مسیح ایک تک رہے گا۔

پھر تو کیونکر کہتا ہے کہ ضرور ہے کہ ابن آدم

اوپر اٹھایا جائے۔ (یوحنا ۲: ۲۱-۲۲)

پروفیسر ٹوری ان آیات پر کتاب کے آخر میں جو نوٹ دیتے ہیں

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آرامی زبان کے کثیر المعنی الفاظ

کے لحاظ سے یوحنا کا یہ اقتباس ایک خاص خاص اقتباس ہے

جس کا اصل آرامی زبان میں بھی ممکن ہے۔ (ملاحظہ ہو نوٹ

یوحنا ۳: ۱۳-۱۴ ص ۳۲۵)

ان آیات کے نیچے آپ ایک حاشیہ دیتے ہیں۔ جو کہ

درج ذیل ہے۔

"The Aramaic word which means 'to be lifted up' has more commonly the meaning 'to go away.' Similarly, 'from the earth' was understood as 'from the land' (of Palestine).

P. 214

"آرامی لفظ جس کے معنی اوپر اٹھائے جانے کے

ہیں اکثر اوقات یہ لفظ ایک جگہ سے دوسری جگہ

پر جانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح

زمین سے (اوپر اٹھائے جانے) کا محاورہ

(فلسطین کی) زمین سے دوسری جگہ جانے کیلئے

مستعمل تھا۔"

ان معنوں کے پیش نظر پروفیسر ٹوری نے اپنے ترجمہ انجیل

یوحنا میں "ضرور ہے کہ ابن آدم اوپر اٹھایا جائے" کی

جگہ پر یہ ترجمہ دیا ہے :-

"That the son of man must go away"

یعنی ابن آدم ضرور یہاں سے جانیوالا ہے۔ (۳۲۵)

اب ہم ترجمہ میں اس ترمیم کے بعد یوحنا بارہ باب کا وہ مکمل

حوالہ درج ذیل کرتے ہیں جس میں حضرت مسیح ناصری نے

اپنی ہجرت کا ذکر کیا ہے۔ واقعہ صلیب سے پہلے جب

آپ یرושلم میں آئے تو آپ نے فرمایا :-

"یسوع نے جواب میں اُس سے کہا: وہ

وقت آگیا کہ ابن آدم جلال پائے میں تم سے

سج سج کہتا ہوں کہ جب تک گہیوں کا دانہ

زمین میں گر کر مرنے نہیں جاتا اکیلا رہتا ہے لیکن

جب مرنے جاتا ہے تو بہت سا پھل لاتا ہے جو

اپنی جان کو عزیز رکھتا ہے وہ اُسے کھودیتا

ہے۔ اور جو دنیا میں اپنی جان سے عداوت

رکھتا ہے وہ اُسے ہمیشہ کی زندگی کے لئے

محفوظ رکھیگا.....

..... اب میری جان گھبراتی ہے۔

پس میں کیا کہوں؟ اے باپ! مجھے

اس گھڑی سے بچا۔ نہیں بلکہ یہ کچھ

اور معاملہ ہے۔ جس کے باعث میں

اس کھڑی تک پہنچا ہوں۔

اے باپ! اپنے نام کو جلال دے۔ پس آسمان سے آواز آئی کہ میں نے اس کو بحال دیا ہے اور پھر بھی دوں گا۔ جو لوگ کھڑے بن رہے تھے انہوں نے کہا کہ بادل گر جائیادوں لئے کہا کہ فرشتہ اس سے ہمکلام ہوا۔ یسوع نے جواب میں کہا کہ یہ آواز میرے لئے نہیں بلکہ تمہارے لئے آئی ہے۔ اب دنیا کی عدالت ہوتی ہے۔ اب دنیا کا سردار نکال دیا جائیگا۔ اور میں اگر زمین سے اُپر اٹھایا جاؤں گا (یعنی ارض فلسطین سے باہر جاؤں گا) تو سب کو اپنے پاس کھینچوں گا۔

اُس نے اس بات سے اسادہ کیا کہ وہ کس قسم کی موت پالنے کو تھا)

لوگوں نے اس کو جواب دیا کہ ہم نے شریعت کی یہ بات سنی ہے کہ مسیح ابد تک (یروشلم میں۔ ناقل) رہے گا۔ پھر تو کیونکر کہتا ہے کہ ابن آدم ضرور ہی (یہاں سے) جانے والا ہے۔ یہ ابن آدم کون ہے؟ پس یسوع نے

اس فقرہ کا ترجمہ عام طور پر مختلف کیا جاتا ہے۔ یہ ترجمہ جیمس مافٹ کے ترجمہ عہد جدید سے لیا گیا ہے۔ انگریزی میں اصل الفاظ درج ذیل ہیں۔

"Nay, it is something else that has brought me to this hour."

اُن سے کہا اور تھوڑی دیر تک ٹوٹتا رہا۔

درمیان ہے" (یوحنا ۳: ۳۵)۔

ان آیات پر غور کریں، مندرجہ ذیل باتیں بالکل واضح ہیں۔ اول: حضرت مسیح نامہ صری علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صلیبی موت سے بچنے کے متعلق اُن کی دعاؤں کے جواب میں بتایا کہ تو ضائع نہیں ہوگا ہاں تجھ پر ایک قسم کی موت ضرور وارد ہوگی۔ ہمارے جلال اور محبت کی خاطر اس صدمہ کو تجھ پر ثابت کرنا ہوگا۔ کیونکہ اس حادثہ کے بعد تیری کامیابیوں اور کامرانیوں کا دور آنے والا ہے۔ پچانچہ آپ دانہ گندم کی تشبیل دیتے اور سمجھاتے ہیں کہ جس طرح دانہ موت قبول کرنے کے بعد پھل لاتا ہے اسی طرح جو لوگ رنج و غم میں اپنی جان عزیز نہیں رکھتے بلکہ اس سے عداوت رکھتے ہیں وہی لوگ اٹھارہ دھانی سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔

آپ کی دعاؤں کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آتی ہے کہ یہ ابتلا (تجھ اور تیرے مشن کو برباد کرنے کے لئے نہیں بلکہ) میرے نام کو جلال دینے کا باعث ہوگا۔ پہلے تو آپ دعائیں کرتے ہیں کہ اس پیالہ کو مجھ سے ٹالی دے اب بھی جان گھبراتی ہے۔ لیکن آپ مطمئن ہیں کہ اس ابتلا کے پس منظر میں کچھ اور معاہدہ ہے۔ پچانچہ فرمایا۔

"پس میں کیا کہوں۔ اے باپ!۔"

قبائل کا آپ پر ایمان لانا مقدر تھا۔

چہرہ آدم: کتاب مقدس میں لکھا ہے کہ خداوند ابد تک یروشلم میں حکومت کرنے گا۔ (زبور ۱۳۴: ۱)

حزقی ایل ۳۴: ۲، دانی ایل ۲: ۳

یہود حضرت مسیح ناصری کا اشارہ بھانپ کر سوال کرتے ہیں کہ مسیح کے لئے یروشلم میں ابد تک ٹھہرنا ضروری تھا۔ لیکن تو کون ہے جو کہتا ہے کہ ابن آدم یہاں سے جانے والا ہے؟ آپ فرماتے ہیں:-

”تو اور تھوڑے دنوں تمہارے

درمیان ہے۔“

اس طرز بیان سے ظاہر ہے کہ آپ حالات کی نزاکت کے پیش نظر یودی وضاحت نہ کرنا چاہتے تھے اسلئے اشارات پر اکتفا کرتے رہے۔ ان اشارات سے یہود بلکہ بعض دفعہ آپ کے شاگرد بھی بھنجھلاتے تھے ہجرت ہی کے ذکر میں آپ شاگردوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:-

”میں نے یہ باتیں تم سے تمثیلوں میں کہیں وہ وقت آتا ہے کہ پھر تم سے تمثیلوں میں نہ

کہوں گا۔“ (یوحنا ۱۶: ۲۹)

یعنی اس امتلا کے بعد تم پر اصل حقیقت کھول دی جائیگی کہ میں کیسے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بچ گیا اور کہاں جانے والا ہوں۔ آپ کے ایک ایسی قسم کے بیان پر یہود بھی شش و پنج میں پڑ گئے۔ لکھا ہے:-

”یسوع نے کہا میں اور تھوڑے

دنوں تک تمہارے پاس ہوں۔ پھر اپنے

مجھے اس گھڑی سے بچا۔ لیکن نہیں یہ کچھ اور معاملہ ہے جس کے باعث اس گھڑی تک پہنچا ہوں۔“

سوم: آپ کی مادری زبان آرامی تھی آپ خطرناک حالات کے پیش نظر ایک ذومعنی لفظ استعمال کرتے ہیں اور صاف اشارہ کرتے ہیں کہ ہجرت سے تم مجھے مارنا چاہتے ہو وہ موت مجھ پر ادا نہیں ہوگی۔ میں بچا لیا جاؤں گا اور زین فلسطین سے اٹھالیا جاؤں گا۔ یعنی ارض مقدس سے ہجرت کر جاؤں گا۔ ہجرت کے ذکر میں گویا آپ نے صاف اشارہ کر دیا کہ صلیبی موت نہیں بلکہ طبعی موت آپ کے لئے مقدر تھی۔

سوم: فرمایا۔ زمین فلسطین سے اٹھائے جانے کے بعد میں لوگوں کو اپنی طرف کھینچوں گا یہ محاورہ دوسری جگہ آپ نے لوگوں کے ایمان لانے کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ (یوحنا ۱۶: ۲۸) مراد یہ ہے کہ میری ہجرت کے بعد لوگ مجھ پر ایمان لائیں گے۔ چنانچہ آپ ایک اور موقع پر اپنی ہجرت کے ذکر میں فرماتے ہیں:-

”میری اور بھی بھیڑی ہیں جو اس

بھیڑ خانے کی نہیں۔ مجھے ان کا بھی

لانا ضرور ہے۔ اور وہ میری آواز

سنیں گی۔ پھر ایک ہی جگہ ہوگا اور

ایک ہی چرواہا ہوگا۔“ (یوحنا ۱۰: ۱۶)

گویا اس ہجرت کے بعد نبی اسرائیل کے گم شدہ

off a journey to the
Diaspora, where tea-
ching like His might
find a more Sympa-
thetic audience, not
simply among Jews
but among the Greeks
themselves. (See Note
on John 7. 25-36)

اس عبارت اور سابق عبارت کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

”قوم یہود کے سردار مسیح کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں
مسیح اس خطرے سے باخبر ہے۔ وہ اپنے
دوستوں سے کہتا ہے کہ وہ اُن کے ساتھ
زیادہ دیر تک نہ رہے گا۔ وہ اُسے لٹا چاہیگا
لیکن نہ پاسکیں گے۔۔۔۔۔ شاید مسیح اُن
علاقوں میں جانے کے لئے سوچ رہا تھا
جہاں یہود جلا وطنی کے بعد نش گئے
تھے۔ جہاں کہ اس کی تعلیمات کو بہت
ہمدردی سے سنتے والے نہ صرف
یہود میں سے بلکہ یونانیوں میں سے
بھی موجود تھے۔

یہود مسیح کے اس بیان پر حیران ہوئے
بغیر نہ رہ سکے۔“

مختصر یہ کہ انجیل یوحنا کے ان بیانات میں خدا تعالیٰ کی راہ
میں حضرت مسیح صلی علیہ السلام کی ہجرت کا ذکر ہے۔ یہ سب

بھیجنے والے کے پاس جاتا ہوں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ)
کی راہ میں ہجرت اختیار کر جاؤں گا۔ ناقص) تم
مجھے ڈھونڈو گے مگر نہ پاؤ گے اور جہاں میں ہوں گا
تم نہیں آ سکتے۔ یہودیوں نے آپس میں کہا کہ یہ کہا
جائے گا کہ ہم اسے نہ پائیں گے۔ کیا اُن (یہود
ناقص) کے پاس جائے گا جو غیر قوموں میں
پراگندہ ہیں۔ اور غیر قوموں کو تعلیم دیگا؟
یہ کیا بات ہے جو اس نے کہی کہ تم مجھے ڈھونڈو گے
مگر نہ پاؤ گے۔ اور جہاں میں ہوں گا تم نہیں
آ سکتے۔“ (یوحنا ۷: ۲۵-۳۶)

یہ بیان بالکل واضح ہے۔ ظاہر ہے خدا کے پاس جانے کے
معاذہ اور ”جہاں میں ہوں گا وہاں تم نہیں آ سکتے“ کے بیان
سے یہود نے یہی سمجھا کہ آپ ارض مقدس کو چھوڑ رہے ہیں۔
حضرت مسیح علیہ السلام کے پروگرام کو وہ بھانپ گئے تھے۔
کیونکہ آپ نے کئی دفعہ یہ کہا کہ میں کھوٹی ہوئی بھیروں کو
جمع کرنے کے لئے آیا ہوں۔ میں اُن کے پاس جاؤں گا۔ وہ
میری آواز سنیں گی۔ ”یہاں تک کہ سردار کاہن کا تعاقب بھی
جو کہ دل سے آپ کا قاتل تھا یہ اشارہ کیا کہ مسیح پر موت اُرد
ہوگی لیکن ساتھ ہی وہ خدا کے پراگندہ فرزندوں کو جمع کر کے
ایک کر دیگا۔ (یوحنا ۷: ۳۷)

یہاں بھی یہود یہی کہتے ہیں کہ تو اُن علاقوں میں جانے والا
ہے جہاں یہود منتشر ہیں۔ لیکن چونکہ مسیح کے الفاظ ذرا مبہم
تھے وہ حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

ان آیات کی شرح میں جسکی تفسیر بائبل میں لکھا ہے:-

”Perhaps He is thinking

انجیلی بیانات صادق و مصدوق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غرور و کبر کی تصدیق کرتے ہیں :-

اوحی اللہ تعالیٰ الی عیسیٰ ان یا عیسیٰ انتقل من مکان الی مکان لبلا تعرف فتوحی .

(کنز العمال جلد ۱ ص ۳۷۲)

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی

کی کہ آپ اس جگہ کو چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جائیں
مبادا آپ پہچالے جائیں اور (دوبارہ) ایذا
دینے جائیں“

انجیل میں بھی یہی الفاظ آئے ہیں حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں :-
”میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں۔

اگر تم ہوتے تو میں تم سے کہہ دیتا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں
کہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں“ (یوحنا ۱۴)

ایک مکتوب

ذیل میں مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب بمبشر کا مکتوب درج کیا جاتا ہے۔ احباب کرام آخری تجویز کے بارے میں اپنے مشورہ سے مستفید فرمائیں۔

”محترم المقام جناب مولانا مولوی ابوالعطاء صاحب فاضل ایڈیٹر رسالہ الفرقان !
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الفرقان کے متعدد نمبر نظر سے گزر چکے ہیں۔ یہ رسالہ حسن رنگ میں علمی خدمت سرانجام دے رہا ہے وہ اپنی جگہ لائق تحسین ہے۔ جسکی افادیت انکار نہیں کیا جاسکتا۔ مگر فی زمانہ بعض ایسے امور کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے جو جماعت احمدیہ کے تعلیمی و تبلیغی نظام میں مدد ہونے کے ساتھ ساتھ غیر از جماعت لوگوں کو بھی صحیح اور اصل اسلام سے روشناس کرانے والے ہوں۔ جماعت احمدیہ کے خلاف اس وقت دو رسالے خاص طور پر مصروف پیکار ہیں ان میں سے ایک ”طلوع اسلام“ کراچی اور دوسرا ”ترجمان لاہور“ ہے۔ ان رسائل کے قلم کار جماعت احمدیہ کے بعض عقائد کو نہایت غلط رنگ میں پیش کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح یہ رسائل قارئین کے دلوں میں غم کے خلاف نفرت کا بیج بونے میں مصروف عمل ہیں۔ نیز اسلام کی جو تصویر ان رسائل میں پیش کی جا رہی ہے وہ اصل اسلام سے کہیں مختلف ہے جو حضرت سید ولد آدمؑ فرمایا اور قرآن مجید صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمائی ہے اسلئے ان رسائل پر کڑی تنقید چاہی اسلام کی بہت بڑی خدمت ہوگی وہاں غم کے لئے بھی اور مدد مفید ہوگی۔

رسالہ الفرقان جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر قرآن مجید کی خدمت کے لئے ہی جاری کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی مختلف آیات کی تشریح اور بعض اشعار کا بیان یا بات ہے مگر عیا کہ اس عظیم و کامل کتاب کی حق ہے اور نہ ان کا تقاضا ہے کہ رنگ حال اس سال میں پیدا نہیں ہوا۔ میری مراد یہ ہے کہ سارا قرآن مجید بسم اللہ کی نائے داناس کے سب تک با ترجمہ مع حل لغات و بالتشریح مختصر بار بار پڑھ کر لینے کی ضرورت ہے تاکہ جہاں جماعت کے لوگ خود فائدہ اٹھا سکیں اور دوسرے کو بھی قرآن مجید صحیح طور پر سمجھنے کیلئے یہ رسالہ پیش کر سکیں۔ اے میرے کہ ان مکرم اپنے رسالہ کے شیریں صفحات ان ہر دو امو کیلئے مخصوص فرما کر رسالہ کی افادیت کو عام کر کے خدا خدا ہو اور خدا انسان منوں نہ گئے۔ والسلام بعد الرحمن بمبشر غنی خدا سیکر ری جہا

تَعْلِيْلُ الْفَرْقَانِ الْعَرَبِيَّةِ

عربی زبان کے متعلق آسان اسباق

قبل ازین الفرقان میں ”دروس فی اللغة العربیة“ کے زیر عنوان میں سبق شائع کئے جا چکے ہیں۔ ہمارے مبتدی اصحاب نے ان اسباق کو ذرا مشکل محسوس کیا ہے اسلئے اب نئے طریقہ پر زیادہ آسان طریقے سے ”آسان اسباق“ کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے۔ ان اسباق کے لئے قرآن مجید کو سامنے رکھا گیا ہے تاکہ ”یک نفع دو کارج“ والی مثل صادق آئے۔ (ایڈیٹر)

پہلا سبق

ضروری نوٹ یاد رکھئے کہ جس طرح کسی چیز کے بنائے کیلئے دو باتیں ضروری ہیں (۱) مصالح کے پاس وہ مواد موجود ہو جس سے کوئی چیز بنانی مطلوب ہے (۲) مصالح کو اس ترکیب کا علم ہو جس سے وہ چیز بنتی ہے۔ مثلاً بڑھئی اگر میز بنانا چاہتا ہے تو اول تو اس کے پاس لکڑی ہونی چاہیئے جس سے وہ میز بنا سکے دوم اُسے وہ طریق معلوم ہونا چاہیئے جس سے میز بنایا جاتا ہے۔ ان دو باتوں کے بغیر کوئی بڑھئی میز بنانے کی خواہش کے باوجود میز نہیں بنا سکتا اسی طرح کسی زبان کو سیکھنے اور اپنانے کیلئے بھی یہی دو باتیں ضروری ہیں۔ اول سیکھنے والے کے پاس اس زبان کے الفاظ کا مناسب ذخیرہ ہونا چاہیئے۔ دوم اسے ان الفاظ کو مرکب کرنے اور انہیں استعمال کرنے کا طریق معلوم ہونا چاہیئے جب کوئی شخص کسی زبان کے الفاظ کا کافی ذخیرہ حاصل کر لیتا ہے اور اسے ان کی ترکیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اس زبان کو سیکھنے والا قرار پاتا ہے۔

ذخیرۃ الفاظ

اللَّهُ رَبُّ عَالَمٍ يَوْمَ حِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ
اللہ پالنے والا جہان دن راستہ سیدھا

الَّذِينَ ذَلِكْ كِتَابٌ دَرِيٌّ هُدًى صَلَاحٌ
بدل وہ کتاب شک ہدایت نماز
مُفْلِحٌ قُلُوبٌ أَبْصَارٌ عَظِيمٌ مُؤْمِنٌ كَافِرٌ
کامیاب دل آنکھیں بڑا ماننے والا انکار کرنے والا
مَرْضًى أَلِيمٌ الْأَرْضُ السَّمَاءُ مُفْلِحٌ
بیماری دردناک زمین آسمان اصلاح کرنے والا
مُفْسِدٌ دَجَلٌ النَّاسُ سَقِيمَةٌ أَنَا أَنْتَ
فاسد پیدا کرنے والا مرد لوگ بے وقوف میں تو
فَعَنْ هُوَ نَادٍ نُورٌ ظُلْمَةٌ دَعْدٌ
ہم وہ آگ روشنی اندھیرا کرک
بَوِّقٌ رَصَبَعٌ أَصَابِعٌ صَيْبٌ
بجلی یا بجلی کی چمک انگلی انگلیاں بارش
قَدِيرٌ
قدرت رکھنے والا

دوسرا سبق

مندرجہ ذیل فقروں کی ترکیب پر غور فرمائیں:-

اللَّهُ رَبُّ ذَلِكْ كِتَابٌ هُوَ عَظِيمٌ أَنْتَ سَقِيمَةٌ
اللہ پالنے والا وہ کتاب ہے وہ بڑا ہے تو بے وقوف ہے

تیسرا سبق

ذخیرۃ الفاظ

عَبَدَ تَعَبَّدَ اسْتَعَانَ
 اُس نے عبادت کی ہم عبادت کی تھیں اُس نے مدد مانگی
 تَسْتَعِينُ هَدَى يَهْدِي
 ہم مدد مانگتے ہیں اُس نے راہ دکھایا وہ راہ دکھاتا ہے
 اِهْدِ اَنْعَمَ اَنْعَمْتَ
 تُو راہ دکھا اُس نے انعام کیا تُو نے انعام کیا
 اَمَّنَ يُؤْمِنُونَ اَقَامَ
 وہ ایمان لایا وہ ایمان لاتے ہیں اُس نے قائم کیا
 يُقِيمُونَ اَنْفَقَ يَنْفِقُ
 وہ قائم کرتے ہیں اُس نے خرچ کیا وہ خرچ کرتا ہے
 دَرَقَ دَرَقْتُ دَرَقْنَا كَزَلِ
 اُس نے دیا میں نے دیا ہم نے دیا وہ اُترا
 اَنْزَلَ اُنْزِلَ اَيَقَنَ يُوَقِنُ
 اُس نے اُتارا وہ اُتارایا اُس نے یقین کیا وہ یقین کرتا ہے
 يُوَقِنُونَ كَفَرَ كَفَرُوا
 وہ یقین کرتے ہیں اُس نے انکار کیا انہوں نے انکار کیا
 اَنْذَرَ اَنْذَرْتُ يَنْذِرُ
 اُس نے ڈرایا تُو نے ڈرایا وہ ڈراتا ہے
 تَنْذِرُ خَتَمَ قَالَ يَقُولُ
 تُو ڈراتا ہے اُس نے مہر لگائی اُس نے کہا وہ کہتا ہے
 خَادَعَ يُخَادِعُ شَعَرَ
 اُس نے دھوکہ دیا وہ دھوکہ دیتا ہے اُس نے خود حال بنا
 (بالائی دیکھیں صفحہ ۱۷)

اَنَا قَدْ مَيَّرَ اَنَا مَوْمِنٌ هُوَ كَافِرٌ

میں خود کھنے والا ہوں میں ماننے والا ہوں وہ انکار کرنے والا ہے
 دُرَيْدٌ مُصْلِحٌ بَكْرٌ مُفْسِدٌ اَنْتَ مُفْلِحٌ
 زید اصلاح کرنے والا ہے بکر فساد پیدا کرنے والا ہے تُو کامیاب ہے
 نوٹ: ب۔ یہ دس جملے ہیں اور ہر جملہ دو دو اُسموں سے ملکر
 بنا ہوا ہے۔ ہر جملہ اپنے مضمون کے لحاظ سے پورا ہے اسلئے
 ہر ایک جملہ تامہ کہلاتا ہے۔ چونکہ ان میں سے ہر ایک کی پہلی
 جزاء اسم ہے اسلئے ان میں سے ہر ایک جملہ اسمیہ کہلاتے گا۔
 جملہ اسمیہ دو جزوؤں سے مرکب ہوتا ہے (۱) مبتداء (۲) خبر
 مندرجہ بالا فقرات میں ہر پہلی جزاء یا ہر پہلا اسم مبتداء ہے
 اور دوسرا اسم اس کی خبر ہے۔

نوٹ: گ۔ آپ پوچھیں کہ اللہ کے معنی: اللہ۔ اور
 رَبِّ کے معنی: پالنے والا "میں مگر ان دونوں اُسموں کو جوڑتے
 والا (ربطہ) لفظ ہے" کہاں سے آگیا؟ اس کا جواب یہ
 ہے کہ یہ "ہے" اس ترکیب سے پیدا ہوا ہے جو عربی زبان
 میں "اللہ رَبِّ" کہنے میں اختیار کی گئی ہے۔ غیر عربی
 زبانوں میں اس رابطہ کے لئے مستقل حرف یا لفظ مقرر ہیں
 مگر عربی زبان میں ترکیب اور اعراب سے رابطہ خود بخود
 پیدا ہو جاتا ہے۔ پس وہ کتاب ہے "کا ترجمہ ذلک کتابُ
 اور تُو کامیاب ہے" کا ترجمہ اَنْتَ مُفْلِحٌ ہو گا۔
 "ہے" کے لئے کسی مستقل حرف یا لفظ کی ضرورت نہیں۔

قاعدہ اولیٰ: اوپر کے جملوں سے آپ یہ قاعدہ
 بنائیں گے کہ جملہ اسمیہ میں عام حالات میں مبتداء اور خبر پر
 وضع (یعنی پیش) ہو گا۔ گویا مبتداء بھی مرفوع ہوتا ہے
 اور خبر بھی مرفوع ہوتی ہے +

تحقیق اُمِّ الْاِسْنَه

یعنی

عربی زبان کے تمام بانوں کی ماں ہونے کا قطعی ثبوت

(از قلم جناب شیخ محمد احمد صاحب منظر ہر اللہ و کیٹ ایلپور)

(ک)

(ان مضامین کے سلسلہ حقوق بحث رسالہ الفرقان محفوظ ہیں !)

اور لہجہ کی تبدیلی اور گرامر کے تصرفات نے ان کی صورت تو بگاڑ دیا مگر پھر اس امر کا مزید تشریح حضرت سرسبز موعود علیہ السلام کے الفاظ ذیل سے ہوتی ہے۔

”وہبست ما قہا و سقطت
اثمارہا و ذہبت نضر تہا و
اخضر ارضہا و تری وجوہہا
کالمجدومین“

یعنی ان کے تنے خشک ہو گئے اور ان کے پھل گر گئے
اور ان کی تازگی و سرسبزی جاتی رہی۔ اور تو دیکھتا ہے
کہ ان کا چہرہ جذامیوں کی طرح ہو گیا (من ارض مولا)

”ومنها اغیرہا حبرا السقام
حتی بلغ الی الاخترام و صارت
کالجنا تزل بعد ما کانت من اهل
الجوانث فظہرت بوجه مسنون

اصول سوم

فارمولہ رفع تیسرے

(یعنی آفت رسیدہ الفاظ کا جمل)

گذشتہ قسط میں اصول رفع تصریف اور اصول
رفع لین پر بحث کی گئی تھی اور ثانی الذکر اصول کے ثبوت
میں ایک تسمو مثالیں دی گئی تھیں۔ گویہ مثالیں کثیر تعداد میں
دی جاسکتی ہیں لیکن قلت گنائش اور قلت وقت کے خیال سے

سز و دست ان مثالوں میں اضافہ کی ضرورت نہیں۔ اور یہ
تیسرا اصول جس کا نام اصول رفع تیسرے ہے بیان کیا جاتا ہے۔
اصول رفع لین کے ماتحت ایسے الفاظ دیئے گئے تھے

جو صحیح و سالم تھے جن میں کوئی قابل ذکر تغیر نہیں ہوا (اصول
”ومنها ما بقیہ علی“ - ورد: الاحملیہ (من ارض مولا)

اس فقرے سے یہ بھی ظاہر ہے کہ کثیر الفاظ ایسے ہیں جو اپنی
اصلی صورتوں پر باقی نہیں رہے اور پردیس کی آب و ہوا

تجھے، ٹوٹے، لنگڑے، گتے، اندھے اور کانپے الفاظ تھیں
کے عمل میں علاج پذیر ہو جائیں اور ان کے اعضائے بریہ
واپس لائے جائیں اور وہ صحیاب ہو کر صحیح اور سالم اور
روشن اور تاباں اپنا عربی چہرہ دکھانے لگیں۔ لیکن یہ امر
قدے تمہید طلب ہے۔

بہر ایک کل منت صد غاری باکیشید

حروف تہجی | انہ جانا چاہیے کہ مختلف علوم اور
مختلف جہات کے لحاظ سے حروف
تہجی کی تقسیم کئی طرح پر کی جاتی ہے۔ مثلاً فنِ قرأت و
تجوید کے لحاظ سے حروف تہجی کی تقریباً انیس مشہور
قسمیں ہیں (مچھورہ - مہوسہ - شدیدہ - رخوہ وغیرہ) جسکی
تشریح کے لئے فنِ قرأت و تجوید کی کتابیں دیکھنی چاہئیں۔
۲۔ مختصر طور پر تقسیم حروف بلحاظ مخارج حسب ذیل
ہے۔

حروف حلقی، حروف لہوی، حروف شفوی، حروف
لسانیہ اور حروف سنیہ۔ اس کے علاوہ اور کئی جہات سے بھی
حروف تہجی کی تقسیم کی جاتی ہے لیکن تحقیق اُمّ اللسانہ کے
لحاظ سے حروف تہجی موٹے طور پر دو گروہوں میں تقسیم
کئے جاسکتے ہیں۔

حروف مستقل یعنی ب۔ ج۔ د۔ ز۔ ط۔ ث۔
ل۔ م۔ ن۔ س۔ ف۔ ص۔ ق۔ ر۔ ش۔ ت۔
خ۔ ذ۔ ض۔ ظ اور غ۔

مقصود یہ ہے کہ یہ حروف بدلتے تو ہیں لیکن گرتے
اور جھڑتے نہیں۔ اور اصولِ دفع لین کے ماتحت جو
سالم الفاظ نکلیں گے وہ بالعموم انہی حروف میں سے کسی

بعد ما کانت کدر مکتون - و
ذهب حسنها وبهاؤها - وغاب
نورها وضيائها - و تراءت کشیح
مسلوب الطاقة بعد ما کانت
کغیدر ملیح الرثاقۃ او کضلیع
لذیذ السیاقۃ "

یعنی بعض الفاظ ایسے ہیں جن کو بیماری نے متغیر کر دیا۔
یہاں تک کہ پہلے تک نوبت پہنچا دی۔ اور جہازوں کی طرح
ہو گئے بعد اس کے کہ وہ صاحبِ جود و کرم تھے۔ اور
لبے سے منہ نکال آئے بعد اس کے جو موتی کی طرح تھے۔
اور ان کی خوبصورتی و خوبی سب جاتی رہی اور تمام نور
گم ہو گیا اور وہ اس بُڑھے کی طرح ہو گئے جس کی سب
طاقت جاتی رہی حالانکہ وہ قبل ازیں نازک اندام اور
خوش قامت عورتوں کی طرح تھے۔ یا اُس گھوڑے کی طرح
تھے جو سبک رفتار ہو۔ (منہ الرحمن ص ۹)

مندرجہ بالا تینوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ ایک قسم
الفاظ کی ایسی ہے جو (ل) اپنی اصلی حالت پر قائم نہیں
رہے۔ (ب) جن کے اعضاء میں سے کچھ عضو بھڑ گئے۔
جس کو حضور نے ثمر کے گرنے یا مجذوم کے عضو بھڑنے سے
تشبیہ دی ہے۔ (ج) یا یہ کہ صحت مند ہونے کی بجائے
بعض الفاظ امراض و اسقام کا نشانہ بن گئے جس کی وجہ
مُن کا سُنا اور رونق اور خوبصورتی جاتی رہی۔

اصولِ دفعِ تخییر کے ماتحت عاجز کے مد نظر ہی امر
ہے کہ وہ خواہش و اسقام معلوم کئے جائیں جن کی وجہ
سے الفاظ کی شکل بگڑی۔ اور وہ آفتِ رسیدہ ہستنا کہ

تین حروف کے جوڑنے سے بنیں گے یہ تمام حروف حروفِ صحیحہ ہیں۔

حروفِ تکبیر یا حروفِ علت جدیدہ یعنی

ع۔ ا۔ ح۔ و۔ اور ی جن کا مجموعہ (عَا حَوِی) اور جن کی عددی قیمت پوری ایک تسو بنتی ہے۔ ان میں ا۔ و۔ ی تو حروفِ علت ہیں جن کا ساقط ہونا ایک مسئلہ امر ہے اور ع کا شمار عجی لہجوں کے لحاظ سے الف میں ہی ہے۔ بیش برائے ح یا ع کو عجی لہجے الف کی طرح ہی ادا کرتے ہیں کیونکہ H کو ذرا سبک کیا جائے تو وہ الف ہی کی طرح ادا ہوتا ہے۔ لہذا یہ بات ظاہر ہے کہ یہ چھ حروف ایسے ہیں کہ ان پر آفت آئے گی اور یہ گر جائیں گے۔

اقل۔ جب لہجہ ذرا بھی سُکڑے گا تو ان چھ حروف کی خیر نہیں ہوگی۔ اور یہ حروفِ علت کی طرح گر جائیں گے ثانیاً۔ جب کوئی سابقہ یا لاحقہ کسی لفظ کے ساتھ وصل ہوگا تو بھی یہ حروف ساقط ہو جائیں گے۔ ثالثاً۔ جب دو لفظ ترکیب پا کر ایک مرکب لفظ بنے گا تو بھی یہ چھ حروف قائم نہ رہیں گے۔ گویا یہ چھ حروف ایسے سبک اور نازک ہیں جیسے چھوٹی موٹی کا پودا، جو ذرا ہاتھ لگانے سے جھک جاتا ہے۔ اسی طرح یہ چھ حروف لہجے کے تغیرات کا شکار ہوتے ہیں۔

مثلاً عرب کہتا ہے شعرا (بال) لیکن لاطینی والا کہتا ہے Cera بمعنی بال۔ ظاہر ہے ع کی شکل ع یعنی واول کی ہوگئی۔

عرب کہتا ہے طرَح (پھینکا) انگریز کہتا ہے

Throw حائے خط کی شکل ع کی ہوگئی۔

عرب کہتا ہے عہد۔ قسم (العہد: الیمین) لیکن پُرانی انگریزی میں یہ لفظ Eed ہے اور موجودہ انگریزی میں اس کے بجائے oath بمعنی قسم ہے۔ ظاہر ہے کہ ع اور ہائے ہونے نے Eo کی شکل اختیار کر لی۔ ان مثالوں سے یہ بات تین اور ظاہر ہے کہ واول (A. E. I. O. U.) اعراب کا بدل تو تھے ہی لیکن واول بدل ہیں حروفِ تکبیر (ع۔ ا۔ ح۔ و۔ ی) کا بھی۔ پس جب ہم کسی عجی لفظ سے حروفِ علت یا واول گرتے ہیں تو حروفِ تکبیر بھی ساتھ ہی ہاتھ سے جاتے رہتے ہیں اور یہ وہ اعضائے بریدہ ہیں جن کو واپس لانا ضروری ہے۔ اور واپس لانے کے لئے ایک نہایت قوی قرینہ موجود ہے کہ واول گرانے کے بعد جب کانسونینٹ Consonant باقی رہی تو یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ حروفِ تکبیر میں سے ایک حرف گر گیا ہے اور اسے قائم کرنا ضروری ہے۔ اس لحاظ سے حروفِ تکبیر اعضاءِ بریدہ الفاظ کا صحیح علاج اور ان کے سقم کو صحت میں بدلنے والا فارمولا ہے۔ یعنی یہ چھ حروف الفاظ کے امراض و عوارض کا علاج ہیں۔ اور یہ حروف ف کلمے، بین کلمے یا کلام کلمے سے گرے ہوں گے۔ اور اپنے اصلی مقام پر ان کو پیوست کیا جائے گا۔ تب الفاظ کا لہجہ یا انگریزی دُور ہو جائے گا اور عربی زبان کی بے نظیر خصیت کہ اس میں صدر کبھی دوسری نہیں ہوتا دبا، قائم ہو جائیگا۔ آئندہ مثالوں میں یہ امور انشاء اللہ زیادہ واضح ہو جائیں گے۔

Roman alphabet in this direction. The English orthographical representation of these is perfect chaos and is very remote from the original Roman system to which most continental languages still approximate" (Nelson's Encyclopaedia Vol 9 P 409)

گویا انگریزی دنیوہ کے حروف تہجی اور طرزِ کتابت کی بنیاد رومن حروف تہجی پر ہے جو بنائے فاسد علی الفاسد کا حکم رکھتا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ عربی الفاظ کے تلفظ کو دوسری زبانوں کی تہجی اور طرزِ کتابت پورے طور پر ادا کرنے سے قاصر ہے مثلاً قَفْتُ - قات - وقف - قفا اور کَفْتُ - کفاء - کافت - کفنی اور کففو اور خَفْتُ - خفی - خافت اور غفنی وغیرہ کو دوسری زبانوں کی حروف تہجی یا طرزِ کتابت ادا کرنے سے بالعموم قاصر ہوگی اور یا مور بھی اپنے اصل یعنی عربی زبان سے عجیب زبانوں کی مغایرت کے اسباب میں سے ہیں۔

ان مشکلات کا اعلیٰ اصولی رفق تکمیر سے ہوتا ہے رفق تکمیر کی تشریح | رفق تکمیر سے مراد یہ ہے کہ رفق سے ہوتے حروف جو تعداد

رومن حروف تہجی عربی طرزِ کتابت میں اعراب کا عمل اصلی حروف سے الگ اور اوپر یا نیچے ہوتا ہے۔ مثلاً فَعَلَ کا ایک ہی تلفظ ہے آنکھ میں طرح اس لفظ پر پڑتی ہے زبان اس کے مطابق تلفظ کو ادا کرتی ہے۔ اسی لفظ کو رومن حروف تہجی میں لکھا جائے تو Faala بنے گا۔ گویا اعراب حروف کے اندر چلے گئے اور اس کا تلفظ فا - علا یا فا - لایا فیلے اور کئی طرح پر ہو سکتا ہے اور زبان تلفظ ادا کرنے میں آنکھ کا ساتھ نہیں دیتی۔ اس نفس کو دہر کرنے کے لئے واو پر نقطے یا دیگر علامات لگائی جاتی ہیں تاکہ تلفظ کو ادا کیا جاسکے۔ اور نقطے یا علامات دراصل اعراب کو خارج میں لکھنے کی ناکام کوشش ہے جیسا کہ لغت نویس وادلوں پر کچھ ملامت لگاتے ہیں تاکہ تلفظ صحیح قائم ہو سکے۔

علامہ ازہر دومرے واول یعنی dipthong مثلاً eu - au - ei وغیرہ جو تعداد میں تنو کے قریب بن جاتے ہیں یہ بھی رومن حروف تہجی کے نقص پڑاں ہیں۔ اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ رومن حروف تہجی جس پر یورپ کی زبانوں کے حروف تہجی مبنی ہیں تلفظ کے ادا کرنے میں نہایت ناقص ہیں۔ چنانچہ حوالہ ذیل اسی پر شاہد ہے:-

"Phonetic representation of vowels is for more difficult because of their number and because of the extreme poverty of the

میں صرف چھ ہی یعنی خا، حوی، کے ذریعہ سے عجی الفاظ کا قسم یا مرض دود کرتا۔ اور اس کی تین قسمیں ہیں :-

(الف) تکبیر صغیرہ۔ یعنی جب کسی عجی لفظ سے اول یا حروف علت گرائے کے بعد دو کانسونینٹ باقی رہیں تو ان چھ حروف میں سے ایک یا دو نائڈ کے مرنے لفظ کو اصل حالت پر قائم کرنا یعنی ساقط شدہ ایک یا دو حروف کو واپس لانا۔ مثلاً

Leech = میں کانسونینٹ کا ابدال = ل ق = علق (جو تک) مع وجہ تسمیہ کیونکہ علق کے معنی چمٹنا جو جو تک کا وصف ہے۔ جس وجہ تسمیہ سے انگریزی لفظ عاری ہے۔ Leech میں ف کلمے سے عین گزرا ہوا ہے۔

(ب) تکبیر کبیرہ۔ جب فاول گرائے کے بعد صرف ایک کانسونینٹ باقی رہے تو حروف تکبیر (یعنی خا، حوی) میں سے کم از کم دو حروف گرے ہوئے ہوں گے جن کو اندر نو اس کانسونینٹ کے ساتھ پیوست کیا جائے گا۔ مثلاً اوپر

لکھنا کاروٹ Eed ہے اور واول گرائے کے بعد صرف لہ باقی رہی اور ع اور کا زائدہ سے لفظ حاصل ہو جائیگا۔ (ج) تکبیر بالک۔ جب واول یا حروف تہجی گرائے کے بعد کوئی کانسونینٹ بھی باقی نہ رہے تو یہ قرینہ ہے کہ اصل لفظ حروف تکبیر میں سے تین حروف کا بنا ہوا ہے اور ہمیں عجی لفظ کی آواز کو مد نظر رکھتے ہوئے تین حروف تکبیر کے ذریعہ اس لفظ کو قائم کرنا پڑیگا۔ مثلاً Leech یعنی ہاں برابر ہے ائی کے جس کے معنی "ہاں" ہیں۔ مفصل تشریح آئندہ آئے گی اور یہ امور مثالوں سے واضح ہو جائیں گے۔ جہاں تک حروف تکبیر کا ف کلمے سے حذف ہونے کا

سوال ہے یہ ایک سکہ اصول ہے جسے کلمہ فہم کہتے ہیں۔ اور یہ اصول انگریزی وغیرہ میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ حروف تکبیر کے لحاظ سے مثلاً الف فاد کلمے سے بھی گر سکتا ہے۔ اور عین کلمے سے بھی اور لام کلمے سے بھی۔ لہذا یہ تین قسمیں ہوتیں۔ اسی طرح باقی حروف تکبیر میں سے ہر ایک کی تین قسمیں ہوں گی اور کل ۱۸ قسمیں اعضاء بریدہ الفاظ کی بلحاظ تکبیر صغیر بن جائیں گی ہر ایک کی تسوئو مثالیں بھی دی جائیں تو ۱۸ مثالیں بن جائیں گی اور اتنی مثالیں دکھانا کچھ مشکل نہیں مگر اس جگہ اسکی پابندی جگہ کی قلت کی وجہ سے مشکل ہے۔

مضمون طویل ہو گیا مگر اس کے سوا چارہ نہ تھا بعض اور امور و فصاحت طلب میں جو انشاء اللہ آئندہ بیان ہو سکتے۔ عاجز کی تحقیق میں یہ دو اصول یعنی اصول رفع لیں اور اصول رفع تکبیر ام الاصول ہیں۔ باقی جو اصول آئندہ بیان ہوں گے وہ سب انہی دو اصولوں کی فرع ہوں گے۔

ظاہر ہے کہ لہجہ کی ساخت کے لحاظ سے یہ دونوں اصول بالکل قدرتی ہیں اور ان میں کوئی تصنع نہیں۔ اور کہنے کو یہ دونوں اصول دو لفظ اور ایک بات ہیں لیکن انکے سینکڑوں مظاہر ہیں۔ الفاظ ذیل میں تکبیر صغیر کا اصول دکھایا گیا ہے اور وہ بھی کلمہ فہم کے لحاظ سے یعنی فاء کلمے سے حروف تکبیر (ع۔ ل۔ و۔ ح۔ ع۔) کا گرے ہوئے ہونا دکھایا گیا ہے۔ ان مثالوں کو دیکھنے کے بعد مندرجہ بالا نظری مضمون بہتر طور پر سمجھ میں آسکے گا۔

نک دوم۔ مکسرات !

نوٹ۔ مبدع جو ذیل تمام الفاظ میں جوت ع فاء
کے سے گرا ہوا ہے جسے بحال کیا گیا ہے۔

(۱) *Local* = لاق = علاقہ ہے۔ روٹ ہے

Local = ل ق = علقہ (سامان) جو فارسی میں
مقبول ہو کر (کالا) بمعنی سامان ہے۔

(۲) *Local* = لاق = علاقہ ہے۔ روٹ ہوا *Local* =

ل ق = علاقہ (جگہ)

(۳) *Ligature* = لاق = علاقہ ہے۔ روٹ ہوا

Liga = ل ق = علق (باندھنا)

(۴) *Lactate* = روٹ *Lac* = لکے معنی دودھ ہیں =

ل ق = علاقہ (دودھ)

(۵) *Lace* = ل ق = لکے (چمڑے کا تسم) قاف نے س کی آواز دی

ہے لکے *Lace* = ل ق = علاقہ

(لٹکانے کا تسم)

(۶) *Lace* = ل ق = لکے (بھیریا) لکے لکے =

ل ق = علق (بھیریا)

(۷) *Lace* = ل ق = لکے (باندھنا) ل ق = علق ب۔ باندھنا

ظاہر ہے کہ یہ سابقہ الفاظ مصدر علق بمعنی چمٹنا

متعلق ہونا پر مبنی ہیں لیکن انگریزی یا فارسی زبان میں اس

مصدر کے تعلقات مذکورہ بالا الفاظ ہیں، اصل مصدر

علق انگریزی یا فارسی میں تاپید ہے اور اسی وجہ سے مندرجہ

بالا الفاظ کی وجہ تسمیہ دینے سے انگریزی زبان قاصر ہے نیز کہ

یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عجبی زبانوں میں تعلقات مصدر تو

اکثر پاسے جاتیں گے مگر مصدر اپنی کیفیت کے لحاظ سے بہت کم

ملے گا۔ گویا برات تو ہوگی لیکن دولہا نہیں ہوگا اور یہی امر

ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا ہے۔

”والاخر ذن حرقوا کلہا وبعدوا جواہرہا

عن معادنہا واما کنہا فصارت السنۃ

جدیدۃ فی اعین الغافلین“

ترجمہ۔ اور دوسرے لوگوں نے کلمات عربی کو اسکے موضع سے

بدل ڈالا اور اسکے جو اہر کو انکی معدنوں اور مکانوں کے دور

ڈال دیا لہذا وہ زبانیں بے خبر لوگوں کی نظر میں نہ دکھائی

دی۔ (من الرجن ص ۹)

”وبیدانہا اخرجت من المنازل المقرۃ

وبعدت من الاوطان المودوثیۃ“

ہاں اتنا ہے کہ وہ (الفاظ) اپنے منازل مقررہ سے نکالے

گئے اور اپنے مؤدثی وطنوں کے دور کے گئے۔ (من الرجن ص ۹)

”وبعضہا فقدت اسامیر وحبہ التسمیۃ“

اور بعض وجہ تسمیہ کے نشانات کو کھو بیٹھے۔

(۸) لگنا = ل ق = علق (چمٹنا) متعلق پذیر ہونا کیونکہ لگنا

اردو زبان میں انہی معنوں میں آتا ہے۔ ہندو میں

مصدر تو برآمد ہو گیا جو انگریزی اور فارسی میں نہیں ہے

لیکن انکی کیفیت اور وسعت نہیں جو علق میں ہے۔

(۹) *Dare* = در = عدد (دیر یا کرنا)

(۱۰) *Rein* = عمران (نیل)

(۱۱) *Silly* = شل = عثول (بے وقوف)

(۱۲) *Taloo* = ت ب = عتب (سرزنش کرنا)

(۱۳) *Por* = ف ر = عقر (مفلس ہونا)

(۱۲) Board = ق = ص = جھڑ (سور)

(۱۵) Bulky = بل = عیبیل (موٹا یا قلات - پیٹھ)

(۱۶) Gear = ق = ص = عقار (گھر کا سامان)

(۱۷) Wake = ف = ق = عقق (جاگنا یا افاق جاگنا)

awake میں ع قائم ہے۔

(۱۸) Fake = ف = ق = عافق (دھوکا دینا)

لفظ بمعنی جھوٹ بھی یہ مفہوم رکھتا ہے۔

(۱۹) Ill اور Ail = ع = ل = عِلّ (بیمار ہونا)

(۲۰) Fused = ف = ص = عفاس (فساد)

اس کا روٹ انگریزی والوں کو نہیں ملا۔

(۲۱) Far = ف = ص = عفر (بعد)

(۲۲) Biograph = ب = ص = عبر (وزن کرنا)

یا بکھرا (زیادہ بوجھ ڈالنا)

(۲۳) بار۔ فارسی میں بوجھ کہتے ہیں = ب = ص = عابر

(۲۴) Galloon بمعنی باندھنے کی چیز یا رسی oon لگتے

ہے۔ Gal = ق = ل = عقال یا عقلہ (رسی یا بند)

اس کا روٹ انگریزی والوں کو نہیں ملا۔

(۲۵) Gurry بمعنی قلعہ جس کا روٹ ہندی لفظ گڑھ سے

GR = ق = ص = عقر (محل، قوم کے اترنے کی جگہ)

(۲۶) گھر = ق = ص = عقر (محل)

(۲۷) Phyllo یونانی لفظ ہے بمعنی پتہ = ف = ل =

بل = عتبیل (گرے ہوئے پتے)

(۲۸) Lapis بمعنی پتھر = ل = ب = علب (سخت چیز)

(۲۹) Race = ر = ق = عرق (سوڑ)

(۳۰) Rack بمعنی عرق کھینچنا = عرق = ر =

(۳۱) رگ = ر = ق = عرق (رگ)

(۳۲) Ram بمعنی مضبوط بنانا = ر = م = عرم

(مضبوط ہونا) اور عرم (پشت)

(۳۳) Ramsack روٹ Ram بمعنی گھر

= (ر = م = عرمین (گھر کا صحن))

(۳۴) Revere بمعنی سردار = ر = ف = عریف

(سردار، عالم)

(۳۵) Rim بمعنی بند = ر = م = عرمہ (پشتہ، بند)

(۳۶) Rife بمعنی معروف = ر = ف = عرف یا عرفی

(۳۷) Ruction بمعنی شور = ر = ل = عرک (شور و

غوغا) اس کا روٹ انگریزی والوں کو نہیں ملا۔

(۳۸) Rude بمعنی گھڑا = ر = د = عردہ (بخت موٹا)

(۳۹) Rum بمعنی پرخطر، پر جوش و دم = ر = م = عارم (شری

بدلتی) اس کا روٹ بھی انگریزی والوں کو نہیں ملا۔

(۴۰) Ruse بمعنی چالاک = ر = ص = عرصن

(چست و چالاک ہونا)

(۴۱) Saffr بمعنی چکھنا = ذ = ف = عذت (چکھنا)

" " " " Savour (۴۲)

(۴۳) Shriv بمعنی شرمیلہ ہونا = عشا (اعراض کرنا)

ہٹ جانا)

(۴۴) Suave بمعنی میٹھا = ص = ذ = عذب

(میٹھل) - (ذ = ذب، ہو کر وارد ہو گئی)

(۴۵) Tann (دباغت کرنا) = ط = ن = عطین (نکب،

دیگرہ میں چمڑہ مڑنا) چنانچہ علماں چمڑے کا

مصالحہ جس سے چمڑے کو صاف کیا جاتا ہے۔

میں گیا ہے اور وہاں جا کر وجہ تسمیہ سے معرا ہو گیا ہے۔
گویا "فقدت اسار" و وجہ التسمیۃ "من الحزن" ملے
یعنی وجہ تسمیہ کھو بیٹھا۔

مندرجہ بالا تمام الفاظ میں جو مختلف زبانوں کے ہیں
دند Aphredus کا عمل دکھایا گیا ہے اور وہ بھی صرف
حرف ع کے متعلق جو ذرا کلمے سے گرد ہے ہی۔ آئندہ
قسط میں انشاء اللہ باقی حروف تسمیہ کا گرنا باقی ماندہ متر
اقسام کے لحاظ سے دکھلایا جائے گا۔ ان مثالوں کا بغور
مطالعہ کرنے کے بعد اصول رفع تسمیہ کے متعلق مندرجہ
صدر بیانات زیر غور لائے جائیں۔

نوٹ: مندرجہ بالا الفاظ میں یہ امر قابلِ توجہ ہو کہ
پہلے سات الفاظ علق مصدر کے تعلقات ہیں (علق جوک)
چمکتی اور تعلق پذیر ہوتی ہے۔ (علقہ۔ سامان) صاحبان
سے تعلق ہے۔ (علاقہ۔ جگہ) لیکن سے تعلق ہے۔ (علاق
دودھ) رشتے اور تعلق کی بنا پر۔ (علاقہ تسمہ) شکستہ
تعلق پذیر ہوتا ہے۔ (علق۔ باندھنا) کسی دوسری چیز سے
متعلق ہونا ہے۔

اب بظاہر یہ عمل اور یہ جوڑ الفاظ ہیں لیکن مصدر
علق پر مبنی ہو کر اپنی قدرتی وجہ تسمیہ کے ساتھ ان سب میں
قدر مشترک ہے۔ یہ علمی بحث ہے اور یہاں جہالت کی
پیش نہیں کیا جاسکتی۔ ہے کوئی زبان اس سرگت ہو یا لاطینی
جو ان الفاظ کو نصرف مل کر دے بلکہ وجہ تسمیہ کے
لحاظ سے ایک ہی لڑی میں پر دے؟ دیدہ بایدہ

(۴۶) Takhos یعنی رفتار = تاق = اعتق
(تیز چلانا) یا تاق (حملہ کرنا) اور تقیق
(تیز رفتاری گھوڑا)

(۴۷) تگیدن = تاق = " " " " " "
(۴۸) تافتن = تک = عتک (حملہ کرنا)
(۴۹) Attack = تک = عتک (حملہ کرنا)
(۵۰) تافتن = موڑنا = طاف = عطف (موڑنا)
(۵۱) بکتا = بال = عبل (بٹنا)
(۵۲) Thill یعنی دھڑا = تل = عتلہ
(لوہے کا ڈنڈا)

(۵۳) نیزہ = نذہ = عنزہ (پرہی)
(۵۴) دونین = دو = عدوا (دوڑ)
(۵۵) Curve حق و ب = عقرَب (موڑنا)
(۵۶) SPR = Sparrow = صفر = عصفور
(چڑیا)

(۵۷) بیڑہ = بدارہ = عبادہ (گڈنے کا ذریعہ)
(کشتی وغیرہ) عبر اور یا کو عبور کرنا جو کہ
عبادہ کی وجہ تسمیہ ہے۔ ع بر کر ہندی میں بیڑہ
ہوا۔ لیکن ہندی میں عبر مصدر نادر ہے۔
اس لفظ بیڑہ کے متعلق سید سلیمان صاحب ندوی
نے لکھا ہے کہ یہ ہندی لفظ ہے جو عربی میں خیل ہو کر
بادجہ بمعنی کشتی یا جہاز ہوا اور بیڑہ کی اسے
ہوئے عربی میں ہا کر جم میں تبدیل ہو گئی۔ یہ درست
معلوم ہوتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ خود بیڑہ
لفظ عبر سے ماخوذ ہے اور خود عربی ہی ہندی

قرآن مجید کی وحی اور آنحضرت ﷺ کی وحی مشابہت کا ایک نمونہ

(از قلہ جناب سید زین العابدین علیہ السلام شفاء صانانہ المرحومہ و تبلیغ دوا)

410

اور اس سلسلہ اخبار و غیبیہ سے تعلق رکھنے والی دیگر سورتوں
اور صحیفہ سابقہ کی پیشگوئیوں کا ذکر بھی بطور مزید رہنمائی
کے کیا جائے گا۔

سوۂ کہف کا موضوع | سوۂ کہف کے شروع میں اشارت فرماتا ہے :-

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ
الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا .
فَيَمَّا يَتَذَكَّرُ أَلَّا شَرِيدٌ آمِنٌ
لَدُنَّهُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ
يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا
مَسْنُونًا مَّا كَثُفَ فِيهِ أَجْرُهُمْ
يُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ
وَلَدًا الآية

ترجمہ :- یعنی سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے کہ کتاب اپنے بندہ پر نازل کی اور اس میں کسی قسم کا ٹیڑھا پن نہیں رکھا۔ سیدھی اور صحیح طو پر رہنمائی کرنے والی ہے تاکہ اپنے حضور سے ہدایت ہی سخت خطرہ کے متعلق آگاہ کمرے اور ان مومنوں کو بشارت دے جو اعمال صالحہ بجالاتے ہیں کہ ان کے لئے ایک ایسا اجر ہے

قرآن مجید میں آنحضرت صلیع کی روحانی رویت اور مشاہدہ کا کئی جگہ ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۃ التکویر میں چند ایک مہتم بالشان آنے والے انقلابات کا ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ رَاكُمْ بِآلَا فُوقِ الْمُبِينِ ۝ یقیناً آپ ان باتوں کو دیکھ چکے ہیں ایسے اُفق (یعنی بلند مقام) سے جو کھلے طور پر دکھانے والا ہے۔ اسی طرح سورۃ النجم میں اُنھیں فرماتا ہے۔ فَأَوْحَىٰ اِلَیَّ عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی ۝ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ۝ اَفَتَمُرُّنَّہٗ عَلٰی مَا یُرٰی ۝ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہٖ الْکُبْرٰی ۝ (الآیت ۰۰۰۰۰) پس اُس نے اپنے بندے کو وحی کی جو کی۔ دل نے جو دیکھا اس میں غلطی نہیں کھائی۔ کیا تم اس سے ان باتوں کے متعلق شک و شبہ کرتے اور اُلجھتے ہو جنہیں وہ دیکھ رہا ہے ۰۰۰۰۰۔ اپنے رب کے بہت بڑے نشانات وہ یقیناً دیکھ چکا ہے۔ ان آیات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ تجلیات وحی کے جو کلام کی صورت میں آنحضرت صلیع پر ہوتیں آپ کو روحانی آنکھوں سے بھی ان کے بالے میں ہدہ کرایا گیا تھا۔ آپ کے اس قسم کے مشاہدات کا نمونہ سورۃ کہف اور سورۃ مریم کی آیات بینات کے تعلق میں پیش کیا جاتا ہے۔ ذیل میں پہلے ان دونوں سورتوں کے مضمون کا خلاصہ پھر اسکے بعد آنحضرت صلیع کے روحانی مشاہدات کو بیان کیا جائے گا۔

جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان لوگوں کو بد انجام
سے ڈرائے جنہوں نے کہا کہ خدا نے ایک بیٹا
اختیار کیا ہے۔

گویا اس کتاب کے نازل کرنے کی غرض یہ ہے کہ مومنوں کو نہایت
شدید خطرہ سے آگاہ اور یہ بشارت دی جاوے کہ ان کی
محنت کا بدلہ ملے گا۔ ہونے والا نہیں بلکہ ہمیشہ قائم رہنے والا
ہے اور عیسائیوں کو ان کے باطل عقیدہ کے بڑے انجام سے
خوف دلایا جائے کہ ان کا سبب خدا پر داختہ بوجہ عمل صراحہ نہ
ہونے کے تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔ یہ خلاصہ ہے سورۃ کہف
کی پہلی چھ آیات کا۔

سورۃ مریم کا موضوع
شدید بشارت اور قسم

عیسائیت کی شدت اور اس کی کامل تباہی کا ذکر کیا ہے۔
سورۃ کہف میں فرمایا تھا۔ کَلِمَةً تَخْرُجُ
مِنْ أَفْوَاهِهِمْ۔ یعنی بہت ہی خطرناک بات ہے جو ان کے
موتوں سے نکلتی ہے یعنی یہ کہ خدا کا بیٹا ہے۔ اور سورۃ
مریم میں فرمایا۔ تَكَادُ السَّمُوتُ يَنْفَطِرْنَ مِنْهُ
وَتَتَشَقَّقُ الْأَرْضُ وَتَخْشَرُ الْجِبَالُ هَذَا
أَنْ دَعَا إِلَى الْرَحْمَنِ وَلَدًا (ط) یعنی قریب ہے
کہ آسمان پھٹ جائے زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گریں
اسلئے کہ انہوں نے رحمن کے لئے بیٹا تجویز کیا ہے۔ یہ الفاظ
سورۃ کہف کی مذکورہ بالا آیت کی تفسیر ہیں۔ یعنی ان کا
ولد اللہ پکارنا اتنی خطرناک بات ہے کہ اس سے زمین
و آسمان میں عنقریب ایک تہلکہ برپا ہو جائے گا۔ اسی طرح
سورۃ کہف کی ابتدائی آیات میں جس تبشیر و انذار کو تمثیل بیان

کیا گیا ہے سورۃ مریم کو اسی پر ختم کیا گیا ہے۔ فرماتا ہے۔
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ
لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا هَذَا قَوْلُ مَا يَسُرُّهُ بِلِسَانِكَ
لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لَّدَا
وَكَمَا أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِمَّنْ قَبْرٌ هَلْ تُحِيقُ
مِنْهُمْ مِمَّنْ أَحَدٌ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ يَكْزَاو (آیت ۹۹-۹۷)
یقیناً وہ جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے عمل کئے
عنقریب رحمن ان کے لئے محبت کا سامان ہتیا کر گیا ہم نے
اس (پیش گوئی) کو تیری زبان سے آسان کر دیا ہے تاکہ
تو متقیوں کو بشارت دے اور ایسی قوم کو اسکے بد انجام
سے آگاہ کرے جو صدی (اور کفر پر مصر) ہے۔ ہم نے
کئی قومیں ان سے پہلے ہلاک کیں کیا تو ان میں سے کسی
کو دیکھتا یا ان کی آہٹ پاتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کو
پیش آنے والی یا اس شدید کی خبر جو سورۃ کہف میں
دی گئی ہے اس کی نوعیت کو سورۃ مریم کے پہلے چار
دکوع میں واضح کیا گیا ہے۔ نیز یہ بتایا گیا ہے کہ سورۃ
مغودہ بشارت کی نوعیت کی صورت میں ظاہر

ہوگی جس کا نام نبوت ہے۔ چنانچہ اس سورت کو ذکرِ
رَحْمَةٍ وَبَرَکَاتٍ عَبْدُكَ ذَكْرًا سے شروع کر کے
اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے یہ بیان فرمایا ہے کہ جس قسم کی
رحمت کا سلوک حضرت زکریا، حضرت مریم، حضرت ابراہیم
اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا تیرا رب ایسا ہی
سلوک رحمت تجھ سے بھی کرے گا۔

سورۃ مریم کے پہلے چار دکوع میں ربانی سلوک رحمت

کی وضاحت کی گئی ہے کہ حضرت زکریا کو اپنے بعد خلع
والدوں کے ہاتھوں و درخت نبوت برپا ہونے کا جنت
دامگیر ہوا اور انہوں نے بڑے کرب و کراہ سے دعا کی
جو قبول ہوئی اور انہیں ایک بیٹا بھی دیا گیا جو نبی تھے۔
جب بنی اسرائیل غیر قوموں کے ہاتھوں پامال کئے گئے اور
ان کا شیرازہ پراگندہ ہو گیا تو حضرت مریم کا انتخاب
ہوا اور انہیں حضرت عیسیٰ عطا ہوئے تادم بنی اسرائیل
کی بگڑی بنائیں۔ اسی طرح جب توحید دنیا سے ناپید
ہو گیا اور حضرت ابراہیم کو فکر دامگیر ہوئی تو انہیں
حضرت اسمعیل، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب اولاد
عطا کی گئی۔ اور جب موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے کچھ عرصہ
کے لئے جدا ہوئے تو ان کی غیر حاضری میں ان کے بھائی
ہارون کو ان کا جانشین بنایا گیا۔ ان اولاد العزم انبیاء کو
جو جانشین دیئے گئے ان میں سے ہر جانشین خلدت نبوت
سے کم و بیش سرفراز کیا گیا اور یہ رحمت مخصوصہ اللہ تعالیٰ
کی صفت الوہاب سے ظہور میں آئی۔

سورۃ مریم کے پہلے چار کوع پڑھیں۔ آپ ان میں دو باتیں بار بار دہرائی ہوئی پائیں گے صفتِ ولایت و رحمت اور ایسے جانشینوں کا ذکر جنہیں منصب نبوت عطا کیا گیا۔ ملاحظہ ہوں آیات۔ فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ

لہ صفتِ ولایت کا ذکر قرآن مجید میں تیس جگہ وارد ہوا ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ ان میں سے اٹھارہ جگہ می صالح بیوی اور صالح اولاد اور تین جگہ منصب نبوت کے عطا کئے جانے کا ذکر ہے۔ اس تو ارد سے ظاہر ہے کہ صفتِ ولایت کا تعلق نیک ذریت اور نبوت کی نعمت سے مخصوص ہے +

وَلِيًّا - رَاحِبًا لَكَ عُلْمًا ذَكِيًّا - رَحْمَةً مِنَّا -
جَعَلْنِي نَبِيًّا - وَهَبْنَا لَهُ اسْمَ حَقٍّ وَيَعْقُوبَ
وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا وَهَبْنَا لَهُم مِّنْ تَحْتِنَا
وَهَبْنَا لَهُ أَخَا هَارُونَ نَبِيًّا صِفَتِ دِوَانِيتِ
رحمت اور منصب نبوت والی خلافت کا یہ نیکو اوصاف طویل
بتلا تا ہے کہ سورہ مریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی
دی گئی ہے کہ مسلمانوں کے بگڑنے اور بیرونی دشمنوں سے
جب شدید خطرہ پیدا ہوگا تو اس یا اس انگیز خطرے والی
گٹھری میں آپ کے مقدس ورثہ کو سمبھالنے کے لئے اسی
قسم کی رحمت کا ظہور صفتِ دِوَانِیت کے ماتحت ہوگا۔

سودہ مریم اور سودہ کہف کا بہت ہی تعلق
بلیغاً و عظیم الشان مشغولہ میں
یہ امر کہ آیا
فی الواقعہ سودہ
مریم کی آیات

بیات میں آنحضرت صلیع کو اسی قسم کی بشارت کی خبر دی گئی ہے۔ اس سورۃ کے پانچویں رکوع کی آخری آیات بالکل ظاہر و افح ہو جاتا ہے جہاں مذکورہ بالا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ رحمت خاصہ کے سلوک کا ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِنْ نَحْلَانَعِ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذِ اتَّخَذُوا عَلَيْهِمْ

آيَاتُ الرَّحْمَنِ خَرَوْا سُجَّدًا وَبُكِيًا

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ غِيَاةً

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ

کے ساتھ ہیں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی نبیوں اور صدیقیوں اور شہیدوں اور صالحین کے ساتھ۔ کیا ہی عمدہ ان کی رفاقت ہوگی۔ سورہ مریم میں جب انعام یافتہ گروہ کا ذکر فرمایا تو ان چار درجوں میں سے صرف ایک ہی کا درجہ یعنی نبیوں والے درجہ کا ذکر کیا اور باقی تین درجوں کو نظر انداز کر دیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ سورہ مریم کی آیات میں نبوت والی رحمت خاص ہی مقصود بالذات ہے نہ کوئی اور رحمت۔

اولو العزم انبیاء کے چار دور
اولن میں رحمت مخصوصہ کا پہلا دور
دوئم یہ کہ سورہ مریم کی مذکورہ بالا آیت

میں چار دوروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت آدم کا دور، حضرت نوح کا دور، حضرت ابراہیم اور اسماعیل کا دور اور چوتھا دور مسنن ہدینا واجتنبینا والے گروہ کا۔ اور ہر دور میں ہر گروہ کی ذریت میں سلسلہ نبوت قائم کرنے کا ذکر ہے۔

تیسرا دور جو حضرت ابراہیم اور اسماعیل سے چلا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو صاحب شریعت نبی تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو ان کے تابع اور غیر شرعی نبی تھے ختم ہو گیا۔ اس کے بعد چوتھا دور آنحضرت صلعم اور آپ کی امت کا شروع ہوتا ہے۔ یہی وہ چوتھا دور ہے جو جمہلہ مسنن ہدینا واجتنبینا سے مراد ہے۔ اس دور کے متعلق بھی ان الفاظ میں اسی طرح نبی جانشین بنانے والے کا وعدہ مضمون ہے۔ اس آیت میں آنحضرت صلعم کوئی دیکھی گئی ہے یہاں شہید سے مراد وہ شخص ہے جس کا ایمان مشاہدہ والا ہو۔ یہاں مقتول فی سبیل اللہ مراد نہیں ہے۔

يَذْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا جَنَّتْ
عَذْرَتِ النَّبِيِّ وَعَذَرُ الرَّحْمَنِ عِبَادًا كَالْغَيْبِ
وَاللَّهُ يَكُونُ وَعْدًا صَافِيًا یعنی یہ وہی ہیں جن پر انبیاء سے اللہ کی ذریت سے بھی اور ان سے بھی جنہیں نبوت کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا اور ابراہیم اور اسماعیل کی ذریت سے بھی اور ان سے جنہیں ہم نے ہدایت کی اور جن کو ہم نے چن لیا ہے۔ اور جب رحمن کی آیتیں ان پر پڑھی جاتی ہیں تو وہ سجدہ بجالاتے اور دوتے ہوئے گر پڑتے ہیں۔

پھر ان کے بعد ایسے نالائق جانشین ہوتے جنہوں نے نماز صانع کر دی اور شہوتوں کے پیچھے لگ گئے۔ عنقریب وہ کج روی کے بد اعمال بن گئے۔ انہوں نے توبہ کی اور نیک صلاح بجا لانے کی جنت میں داخل ہوئے گئے اور ان سے کوئی کمی نہیں کی جاسکے گی۔ ہمیشگی کے وہ باغات جن کا وعدہ رحمن اپنے بندوں سے غالبانہ کر چکا۔ اس کا یہ وعدہ یقیناً پورا ہو کر رہے گا۔

رحمت الہیہ چار قسم کے انعامات
مذکورہ بالا آیات سے مندرجہ ذیل تین

باتیں واضح ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ رحمت الہیہ کی چار قسموں (ماہیت، صدیقیت، شہیدیت اور نبوت) میں ۵ آیات مذکورہ بالا میں صرف انعام نبوت کا ذکر کیا گیا ہے۔

سورہ نساء کی آیت ۶۸ (ع) میں منعم علیہ گروہ کے چار درجے بیان کئے گئے ہیں۔ فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا یعنی جن نے اللہ اور محمد رسول اللہ صلعم کی اطاعت کی تو وہ ان لوگوں

صحابہ کرامؓ کی محنت کو ضائع نہیں ہونے دیکھا بلکہ ان کی محنت کا بدلہ دیا جی ہوگا۔

اُمّت محمدؐ یہی آخر الامم ہے جو انعام نبوت کیلئے چنی گئی ہے
سورہ انعام کی آیت ۹۰ غ میں بھی یہی بیان

کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کی ناقدری اور ناشکر گزاری پر نبوت کی نعمت آئندہ مسلمانوں کو سبّر دی گئی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ **أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابُ وَالْحُكْمُ وَالنَّبُوءَةُ فَإِنْ يُكَفِّرُوا هَٰؤُلَاءِ فَتَزِلَّ قَدْرُ بَٰقِي قَوْمٍ لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ** یعنی وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی۔ اگر یہ انکی ناقدری کریں تو ہم یقیناً ایک ایسی قوم کو اس کا ستویٰ بنا چکے ہیں جو اس کی ناقدری کرنے والے نہیں۔

اور سورہ حج کی آخری آیات میں فرماتا ہے۔ **وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ** الا یہ یعنی اللہ کی خاطر جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے اس نے تم کو (اس غرض کے لئے) چن لیا ہے۔

دونوں آیتیں نص صریح ہیں کہ آئندہ کے لئے جس قوم کو نبوت اور عظیم الشان جہاد کے لئے چنا گیا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اُمّت ہے۔ خیر الامم کا لقب اسکو ہی امتیاز کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ پس سورہ مریم کی آیت **وَمَنْ هَٰذَا نَبَاؤُ اجْتَبَيْنَا مِنْ اَمْرِ نَحْنُ عَلٰى الْبَشَرِ** سوا اور کوئی اُمّت مراد نہیں ہو سکتی اسی اُمّت خیر البشر ہے آئندہ کے لئے امتی اور تابع نبی چنے جانے کا وعدہ سورہ مریم کی آیات مذکورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اور فرمایا گیا

ہے کہ میں طرح انبیاء مذکورہ بالا کے لئے ایسے ہی خلفاء مبعوث کئے گئے تھے جنہوں نے شدید خطرہ کی حالت میں اُنکے روحانی ورثہ نبوت کو محفوظ کیا اور اُن کی اُمّتوں کو سنبھالا اسی طرح آپ کا ورثہ نبوت بھی خطرناک حالات پیدا ہو جانے پر اسی قسم کے نبی جانشین بھیج کر محفوظ کیا جائے گا۔

سورہ مریم کی محولہ بالا آیت پر آپ ایک دفعہ پھر نظر ڈالیں۔ **وَمَنْ ذَرِيَّتُهُ اَدَمَ** کے بعد وقفہ ہے۔ آدم کے بعد وقفہ ہے۔ ذریت ابراہیم و اسرائیل پر پھر وقفہ ہے۔ یہ وقفہ بلا وجہ نہیں۔ ہر وقفہ دورِ نبوت پر دلالت کرتا ہے۔ بنی اسرائیل کا دور جب ختم ہوا تو لامحالہ چوتھا دور جو شروع ہونے والا تھا آیت کے چوتھے ٹکڑے یعنی **وَمَنْ هَٰذَا نَبَاؤُ اجْتَبَيْنَا مِنْ اَمْرِ نَحْنُ عَلٰى الْبَشَرِ** مراد ہو سکتا ہے۔ اسلئے ظاہر ہے کہ اس چوتھے دور میں بھی جو دورِ محمدی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں نبوت سے سرفراز ہونے والے جانشینوں کی بعثت کی بشارت مذکور ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب آپ نے اُمّت محمدیہ کے لئے ابن مریم کے نازل ہونے کی بشارت دی تو آپ نے فرمایا۔ **اِذَا مَا كُمْ مِنْكُمْ** یعنی تمہارے مام اور تم میں سے ہوں گے نہ غیر اُمّت سے۔

اب آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ صاف الفاظ میں سورہ مریم کی آیات میں اُمّتِ محمدیہ کے متعلق ایک عظیم الشان پیشگوئی کی گئی ہے۔ یعنی یہ کہ جب یہ اُمّت شدید خطرہ سے دوچار ہوگی اور اس کے لئے اس کا مستقبل تاریک ہو جائیگا تو خدا نے وہاب غیبی اس کی نجات کا سامان علیٰ منہارج نبوت کرتا رہے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے

بَارَئُهُ كَانَ وَعْدُهُ مَا تَتَيَّنَا۔ یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔
 پر یہ وہ بشارتِ عظمیٰ ہے جس کا ذکر بائیس شدید سے آگاہ کرنے
 کے بعد سورہ کہف کی دوسری آیت میں اور پھر سورہ مریم کے
 آخر میں متقیوں سے کیا گیا ہے اور اس عظیم الشان بشارت
 کے پیش نظر سورہ مریم کی محمولہ آیات میں فرمایا گیا ہے کہ
 عباد الرحمن یہ بشارت دینے والی آیات سن کر سجدہ بجالاتے
 ہیں۔ یہ قرینہ اور سیاق کلام مزید دلیل ہے جو ان بات
 کا قطعی فیصلہ کرتی ہے کہ سورہ مریم کی آیات میں امتِ محمدیہ
 کے لئے ہی بشارت دینا مقصود بالذات ہے۔ یہ بات بیچو
 سنی معلوم ہوتی ہے کہ نبی جانشین تو معبود ہوں غیروں میں اور
 سجدہ شکریہم بجالاتے پھر میں!!

مسلمانوں کے فساد کے بعد تیسری باتیں
 توبہ کا موقع دیتے جائیگا وعدہ کا سورہ مریم کی
 محمولہ آیات میں

ذکر کیا گیا ہے وہ مسلمانوں کا نالائق ہو جانا، ان کا نمازیں
 ضائع کرنا اور شہادتِ نفس کا پیرو ہو جانے کی خبر ہے۔
 اور یہ کہ اس حالت میں بھی انہیں توبہ و اصلاح کا پھر وہاں
 موقع دیا جائے گا اور ان کو جناتِ عدن کا وارث کیا
 جائے گا۔ دیکھئے! کس وضاحت سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخِلُونَهَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَمْ يُغَيِّرْ
 لَئِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَا تَتَيَّنَا۔ یہ دہائی جنتوں کا وعدہ
 جو ضرور پورا ہونا ہے اور جس کے متعلق اس آیت میں
 فرماتا ہے کہ یہ وعدہ قبل از وقت غائبانہ مسلمانوں سے
 کرنا چاہئے دراصل یہ وہی وعدہ ہے جس کا ذکر سورہ
 کہف کی آیت وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الْمُسْلِمِينَ

يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا
 مَا كُنْتُمْ فِيهِ أَبَدًا میں کیا گیا ہے۔ عدن کے
 معنی بھی دائمی اور ما کیثینَ فِیْہِ اَبَدًا کا بھی مفہوم
 دوام پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی یہ کہ مومنوں کی محنت کا بدلہ
 ایسا ہوگا کہ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ انکی
 محنت کو دوام حاصل ہوگا۔ بائیس شدید کی وجہ سے جو
 وقفہ پیدا ہوگا وہ عارضی ہوگا۔ خدا تعالیٰ اس خطرہ کو دور
 کرے گا اور ان کی حفاظت کا انتظام کیا جائے گا اور امت
 محمدیہ برپا دہونے سے بچائی جائے گی۔

جَنَاتُ عَدْنٍ سے جنت عدن سے مراد یقیناً
 مسلمانوں کی وہ دینی اور دنیوی

بادشاہت ہے جسے جو عیسائی قوموں کے منصوبوں اور ترغیبات
 کی وجہ سے ایک عرصہ تک مسلمانوں سے چھین جانے لگی تھی۔
 لفظ بائیس کے معنی خطرہ کے بھی ہوتے ہیں اور جنگ کے بھی
 اس بھی ہوئی بادشاہت کے بحال کئے جانے کی بشارت
 کھلے الفاظ میں سورہ کہف میں بھی دی گئی ہے۔ فرماتا ہے
 اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحٰتِ اِنَّا
 لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًاۙ اَوْ لٰیثًا
 لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرٰی مِنْ تَحْتِہَا
 الْاَنْهٰرُ یُحَدِّثْنَ فِیْہَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَّہَبٍ
 وَیَلْبَسُوْنَ رِیَاسًاۙ یَّخْضَرُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ
 وَاسْتَبْرَقٍ مُّتَّکِیْنَ فِیْہَا عَلٰی الْاَرَآئِیْلِ
 نَعْمَ الثَّوَابُ ۙ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًاۙ (آیت ۴۰)
 ع، دو جوان لائے اور نیک عمل کئے ہم یقیناً ان لوگوں
 کو جنت جو عمل میں اعلیٰ درجہ کے ہیں ضائع نہیں کریں گے۔

ہونے والا ہے۔

یہ امر کہ آیاتِ دونوں سورتوں میں فی الواقع آیتِ بدہ کی دوسری بادشاہت مراد ہے جو دجال کی تباہی کے بعد مسلمانوں کو دی جانی ہے خود آنحضرت صلیع کی اس تصریح سے بھی ثابت ہے کہ آپ نے سورہ کہف کی آیات کو فقہ دجال سے مخصوص فرمایا۔ اور ظاہر ہے کہ دجال کا ظہور اور اس کا غلبہ آخری زمانہ میں مقدر ہے۔ نیز یہ امر سورہ مریم کے چوتھے رکوع کی آخری آیت اور پانچویں رکوع کی ابتدائی آیت سے بھی واضح ہے۔ جہاں فرشتے آنحضرت صلیع کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں وَمَا نَنْتَزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَكَ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ قَسِيًّا (آیت ۶۴-۶۵) کہ ہم یہ بشارت اللہ تعالیٰ کے حکم سے لاتے ہیں اُسی کا ہے جو اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے اور جو ہمارے پیچھے ہوگا اور جو ان کے درمیان ہونیوالا ہے۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لَيْسِيًّا اور تیرا رب بھولنے والا نہیں۔ اور اس کے بعد معاً فرماتا ہے۔ وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ إِنَّا إِذَا مَاتْنَا كَسَوَتْ أَحْرَجَ حَيًّا (آیت ۶۶) کہ انسان تعجب کہتا ہے کہ جب میں مر جاؤں گا تو پھر زندہ نکلا جاؤں گا۔ کیا انسان کو یاد نہیں کہ ہم نے اُس کو پیدا بھی بنایا تھا جبکہ وہ کچھ نہیں تھا۔ سو تیرے رب ہی کی قسم ہم ان کو (یعنی ناحلت مسلمانوں کو) شیطانوں (مکرش قوموں) کے ساتھ نیک کے لئے اکٹھا کریں گے اور پھر وہ جہنم کے ارد گرد زانوں کے بل گرائے جائیں گے :

وہی ہیں جن کے لئے "جَنَّتْ عَدْنٌ" ہوں گے۔ اُن کے ماتحت تہریں جادی ہوں گی۔ وہ سونے کے کڑے پہنائے جائیں گے اور سبز نفیس دیبا ئیں ایسی لباس پہنیں گے۔ تختوں پر گاؤں کی لگائے ہوئے ہوں گے اور یہ کیسا ہی اچھا بدلہ ہے اور کیا ہی اچھی آبائش کی جنتیں ہوں گی۔

اس آیت میں جس قسم کے لباس کا ذکر کیا گیا ہے وہ شاہانہ پہناوا ہے۔ قدیم زمانہ میں رواج تھا کہ تخت نشینی کے وقت بادشاہوں کو سونے کے کنگن پہنائے جاتے تھے اور ایسی لباس اُن کے زیب تن ہوتا اور تخت پر اُن کے لئے گاؤں کی رکھا جاتا۔ اس لئے اس آیت کا پیرایہ بیان بطور استعارہ کے ہے اور اس سے مراد بادشاہت ہے۔ فرعون اپنی بادشاہت کے متعلق جب فخر کرتا ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طعنہ دیتا ہے كُولا لِقِيَّ عَلَيْهِ اسُودَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ ... (سورہ زمر آیت ۵۲ ع) یعنی کیا اُسے سونے کے

کنگن ڈالے گئے ہیں اور اس سے بھی اُس کی یہی مراد ہے کہ یہ شخص بادشاہی سے محروم ہے۔ سورہ الدھر میں الفاظ مُتَكِبِّينَ فِيهَا عَلَى الْأَذَلِّ نِيرُسُنْدُسٍ اور اسْتَبْرَقٍ وغیرہ جو وارد ہوئے ہیں ان سے بھی بادشاہت ہی مراد ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ إِذَا ذُرِّئَتْ نَجْمٌ ذُرِّئَتْ بُعِيْمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا یعنی اگر تو دیکھے تو وہاں بہت بڑی نعمت اور بہت بڑی بادشاہت دیکھیں گے چنانچہ سورہ الدھر میں مسلمانوں سے مُلْكًا كَبِيرًا کا ایک وعدہ فرمایا گیا ہے وہ صحابہ کرامؓ سے پورا کیا گیا اور سورہ کہف اور سورہ مریم میں بادشاہت کا دوسرا وعدہ ہے جو پہلی بادشاہت پھن جلنے کے بعد اُن سے پورا

میری آرزو!

(نتیجہ فکر جناب قاضی محمد یوسف صاحب میر جماعتنا احمدیہ موبیل)

آرزو ہے مرے اللہ! کہ انسان بنوں
میرا آقا، میرا شارع ہو چھٹا عربی
بیعت احمد موعود کا پابند رہوں
تیرا احمد ہے محمد کا بروذاور غلام
احمدیت کی غرض میں نے جو سمجھی یہ ہے
میں جو آدم ہوں تو آدم کی حقیقت سے خاک
عقل کا راہنما ہے تیرا الہام و کلام
میں محمد کو کہوں فوت مسیحا کو حیات
اپنی باتوں کے سمجھنے کی مجھے دے توفیق
اہل عالم کو سناؤں تیرے دیں کا مرثیہ
اشود و احمر و ابیض کا بنوں میں خادم
مومنوں کے لئے بن جاؤں سراپا رحمت
تو مجھے اپنی محبت کا پلا دے شربت

تیرے احکام کا پابند مسلمان بنوں
عالم دین بنوں، عالمی قسداں بنوں
مثل ابو بکر عمر، مظہر عثمان بنوں
میں غلام اس کا بنوں تابع فرمان بنوں
پہلے انسان بنوں پیچھے مسلمان بنوں
جب میں ناری نہیں کہیں مظہر شیطان بنوں
کیوں تیری وحی کا منکر بنوں نادان بنوں
بات کہنے کی نہیں کیوں کہوں نادان بنوں
میں سخن فہم بنوں اور سخن دان بنوں
میں مبلغ بنوں اور داعی فرقان بنوں
مصدر حسن بنوں، منبع احسان بنوں
دشمنوں کے لئے میں نہمت و طوفان بنوں
میں تجھے چھوڑ کے کیوں عابد و ثمان بنوں

میں جو یوسف ہوں تو انہوں کی شکایت کی
وہ جو چاہیں کریں میں یوسف کنگان ہوں!

مفید کتابیں، رسالے اور ٹریکٹ!

مناظرہ ہمت پور شیعہ احباب کے ساتھ ذیل کے چار مضامین پر تحریری مناظرہ ہوا تھا۔ (۱) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔
(۲) ختم نبوت کی حقیقت (۳) تقریب (۴) متعذر فرقہ اثنا عشریہ کی طرف اس مناظرہ میں جناب مزاویہ صاحب شہر شیعہ مناظر مقرر تھے اور
جماعت احمدیہ کی طرف مولانا ابوالعطاء صفا جالندھری مناظر مقرر تھے۔ قریباً پونے دو سو صفحے کا یہ رسالہ فریقین کے مشترکہ خرچ سے شائع ہوا تھا
اب اس کی چند جگہاں میں سیرائی تھیں۔ مثلاً تین اصحاب فی نسخہ قیمت مع محصول اک کیلئے سوا دو روپیہ بھیج کر طلب فرمائیں +

(۲) **کلمۃ الیقین فی تفسیر خاتم النبیین**۔ یہ سولہ صفحات کا ٹریکٹ خاتم النبیین کی تفسیر میں ایک جامع جامع و نافع و مختصر مضمون
پر مشتمل ہے تعلیمیافتہ غرضی اصحاب میں اس کی بکثرت اشاعت ہونی چاہیے۔ فی نسخہ ایک آنہ اور فی سینکڑہ پانچ روپے +

(۳) **حضرت مسیح ناصری کی زندگی کے بارے میں جدید انکشاف**۔ بڑے حجم کے چار صفحات پر عمدہ کاغذ پر نائیکو پیڈیا
پرنٹنگ کے حوالہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی تین تصویریں مفصل مضمون کے ساتھ شائع کی گئی ہیں۔ یہ تصویریں حضرت مسیح کی جوانی اور
عمر اور بڑھاپے کی ہیں۔ ان تصاویر سے عیسائیت کا یہ عقیدہ مراسر باطل ٹھہرتا ہے کہ حضرت مسیح ۳۳ سال کی عمر میں آسمان پر
جائیٹھے تھے۔ یہ مضمون انگریزی، اردو اور عربی میں انکشاف شائع کیا گیا ہے۔ فی نسخہ ایک آنہ اور فی سینکڑہ پانچ روپے +

نوٹ: یہ پتہ مٹھوں کے ایک ایک نسخہ کے لئے مع محصول اک تین آنے کے ٹکٹ بھیجیں۔!

(۴) **الفرقان کے تین خاص نمبر۔ (۱) خاتم النبیین غبار۔ دسمبر ۱۹۵۲ء میں مسئلہ ختم نبوت**

قرآن مجید کی روشنی میں الفرقان کا خاتم النبیین نمبر شائع ہوا ہے۔ قابل دید مضامین کا مجموعہ ہے حجم یکصد صفحات اور قیمت ایک روپیہ۔

(۲) **خلافت غبار**۔ مسئلہ خلافت کے جملہ پہلوؤں پر سیر حاصل بحث پر مشتمل نمبر ہے شیعہ احباب کی مسئلہ کتب کے حوالہ بات خلفاء

راشدین کی خلافت کا ثبوت دیا گیا ہے حجم یکصد صفحات اور قیمت ایک روپیہ۔ (۳) سالانہ تحلیلی نمبر۔ یہ نمبر بھی اپنی ٹھوس اور علمی

معلومات کے لحاظ سے الفرقان کا ایک خاص نمبر ہے حجم یکصد صفحات اور قیمت ایک روپیہ +

نوٹ: سب سے خاص نمبروں کے خریدار سے تین روپیہ کی بجائے اڑھائی روپیہ قیمت لی جائے گی۔

(۵) **احکام القرآن**۔ مصنفہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی البکیر۔ قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں

اسلام، اتفاق و آداب پر مبسوط بحث کی گئی ہے۔ قابل دید ہے۔ کتابی حجم کے ساتھ تین صفحات پر مشتمل ہے قیمت سات روپے +

(۶) **القائم المحيط**۔ عربی زبان کی نہایت مستند لغت ہے۔ امام محمد الدین نے چار جلدوں میں مدون کی ہے بطور عمدہ

مکمل جلد کتاب میں روپے میں مل سکتی ہے محصول اک علاوہ۔

نوٹ: سلسلہ احمدیہ کی جلد کتب بھی پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

میں بکھر مکتبہ الفرقان احمد نگر۔ راستہ لالیال ضلع جھنگ پاکستان

(دعا: دعا خداوندی نے خالد منشاگ نے مرگودھا سے محمد اکرم الفرقان احمد نگر ضلع جھنگ سے شائع کیا۔)